کا ہی نتیجہ ہے جو ہمارے پیشوا مجاہدین نے ہمارے لیے امانت کے طور پر چھوڑی تھی ۔ صوبہ ہرات کے دلیر مجاہد عوام نے اپنے دین اور وطن کے دشمنوں کو یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ اسلامی افغانستان کو ہڑپ کرنا کوئی معمولی اور آسان کام نہیں ۔

یہی وجہ ہے کہ اب دشمن مجبور ہو کر افغان مجاہدین کے آہنی عزم و ارادوں کے سامنے سر تسلیم خم کر چکا ہے ۔ وہ اب اس حقیقت کے معترف ہو چکے ہیں کہ مجاہدین میں اتنی قوت و ہمت موجود ہے کہ انہیں بہ زور نیزہ مغلوب نہیں کیا جا سکتا ۔ صرف ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے صلح و آشتی ، لیکن خوشی کی بات تو یہ ہے کہ ہمارے آگاہ اور خصوصاً مغربی محاذ کے امیر جناب محمد اسمٰعیل خان نے روسیوں کی اس پیشکش کو ایک دھوکہ اور فراڈ قرار دیتے ہوئے اسے مسترد کر دیا اور کہا کہ ہم ہرگز روسیوں کے جال میں پھنسنے والے نہیں ۔

جب تک خون آشام روسی افواج ہماری سرزمین سے نہ نکل جائیں ۔ اور افغانستان میں ایک اسلامی حکومت کی بنیاد گزاری نہ ہو ۔ ہم اپنا اسلحہ زمین پر نہیں رکھیں گے ۔

ہمارے مجاہد عوام کے اس دلیرانہ موقف نے ایک بار پھر روسیوں کے ناپاک عزائم پر پانی پھیر دیا ۔ کیوں کہ ہمارے دلیر مجاہد عوام کو یہ معلوم تھا کہ روس اپنے ناپاک ارادوں اور پلید مقاصد میں جنگ خونریزی اور تباہی کے ذریعے ہم پر مسلط نہیں ہو سکتا ۔ اس لیے اب اس نے ایک دوسری چال کھیلنا شروع کر دیا ۔ وہ چاہتے ہیں کہ وہ جو کچھ جنگ میں حاصل نہ کر سکے ۔ شاید وہ میز مذاکرات پر حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں ۔

روسیوں کی یہ آرزو تھی کہ اگر وہ افغانستان سے اپنی فوجیں نکال بھی لے اور افغانستان میں ان کے فوجی جرنیل بھی موجود نہ ہوں ۔ تو وہ ماسکو سے براہِ راست فرمان صادر کر کے افغانستان میں اپنے حلقہ بگوش غلاموں کے ذریعے ایک استعماری حکومت کو تقویت پہنچاتے رہیں ۔ یہ ایک چال تھی کہ ہمارے باشعور مجاہدین کو موقع پر ہی آگاہی حاصل ہو گئی ہے کہ جنگ بندی افغانستان سے روسی فوجوں کے مکمل انخلاء کے بغیر محض ایک دھوکا اور فریب ہے کسی بھی صورت میں جنگ بندی قبول نہیں کی جا سکتی ۔ جب تک افغان عوام خود اپنے ہاتھوں سے اپنے مستقبل کا تعین نہ کریں اس وقت تک روسیوں کی طرف سے ہر ایسی پیشکش ایک دھوکا سمجھا جائے گا

۱۷ جنوری کو جو سات پارٹیوں کے ایک شاندار اجتماع میں جو قرارداد پیش کی گئی تھی اس میں صاف طور پر اس امر کی طرف نشاندہی کی گئی تھی کہ جب تک روسی جنایتکار ہماری سرزمین سے نہ نکل جاتے ۔ ہم ہرگز اس جعلی جنگ بندی کو قبول نہیں کریں گے ۔ ہم روس کے حلقہ بگوش مزدوروں کے ساتھ ایک مخلوط حکومت بنانے کے لیے ہرگز تیار نہیں ہوں گے ۔ ہم کسی کو یہ اجازت نہیں دے سکتے کہ ہمارے فطری حق (آزادی) کو کوئی بھی نیرنگ اور حیلے کے ذریعے سلب کر دے ۔

ہمارے اس دو ٹوک جواب سے روسیوں کے پول کھل گئے ۔

ہمیں اور ہمارے مجاہدین کو یہ بات معلوم تھی کہ روسیوں نے کبھی سچی بات نہیں کہی ۔ چنانچہ ہم شاہد ہیں کہ جنگ بندی کے اعلان کے (۴۸) گھنٹے بعد روسیوں کی فضائی فوج نے افغانستان کے دور دراز علاقوں پر جو افغان مجاہد کے مورچوں سے کافی فاصلے پر تھے ۔ بڑی قساوت اور بے رحمی سے ان کا قتل عام اور علاقے میں تباہی مچائی ۔ اب دشمن میں یہ جرأت باقی نہیں رہی کہ وہ کوئی اور پیشکش کر کے مجاہدین کے درمیان اختلافات پیدا کریں ۔ دشمن اس خیال میں تھا کہ شاید جنگ بندی کے اعلان سے مہاجرین سیلاب کی طرح اپنے چھوڑے ہوئے گھروں کو واپس لوٹ آئیں ۔ لیکن سرحد پار ان کی بستیں خالی کھڑی رہیں ۔ کسی بھی مہاجر نے سرحد پار جا کر کرملین کے جلادوں کو مثبت جواب نہیں دیا ۔ بالآخر یہ منصوبہ بھی ناکام رہا اور وہ نہایت شرمندگی اور

رسوائی کے ساتھ واپس چلے گئے۔ لیکن دشمن اپنے ہتھکنڈوں سے باز نہیں آیا۔ وہ ہمارے دارالہجرت یعنی پشاور کوئٹہ اور مختلف شہروں میں خوفناک دھماکے کرا رہا ہے۔ قمر دین گڑھی کا افسوسناک واقعہ دشمن کے خطرناک منصوبوں میں سے ایک تھا۔ دشمن اپنے ناپاک منصوبوں کے تحت یہ چاہتا تھا کہ پشاور کو ایک اور لبنان بنائے۔ اور افغان مہاجرین اور ہمارے انصار پاکستانی بھائیوں کو آپس میں لڑائیں لیکن ہمارے مجاہد اور مہاجر بھائیوں نے نہایت صبر و حوصلے کے ساتھ اپنی عقلمندی کا ثبوت دیا۔ جب بھی شرانگیز لوگوں کو وہ دیکھتے کہ ان کی گاڑیوں پر پتھراؤ کرکے یا انہیں نذر آتش کیا جا رہا ہے تو وہ نہایت صبر و تحمل سے اپنی گاڑیوں کو وہاں سے گزارتے تاکہ وہ شرانگیز ان کی گاڑیوں کو جلا دے۔ مگر ہمارے دلیر مجاہد اور مہاجر بھائیوں نے ان کی طرف انگلی تک نہیں اٹھائی۔ ہمارے انصار بھائیوں کو اور دنیا کی دیگر قوموں کو بھی اس حقیقت کا بین ثبوت مل چکا ہے کہ افغانی مجاہد عوام خون آشام سرخ سامراج فوجوں کے سامنے نہایت جرأت اور شجاعت کا ثبوت دے کر ان سے نبرد آزما ہیں۔

ہمارے مجاہد عوام نہ بزدل تھے اور نہ ہی بزدل پائے جا سکتے ہیں۔ انہیں معلوم ہے کہ پشاور اور کوئٹہ جنگ کا میدان نہیں بلکہ جنگ کا میدان تو افغانستان کے جہادی مورچے ہیں۔ اسی لیے انہوں نے اپنے انصار بھائیوں کے ساتھ نہایت دلسوزی اور مہربانی کا مظاہرہ کیا۔ اور ہمارا اس نیک طرز عمل کے مقابلے میں ہمارے انصار بھائیوں نے بھی اپنے اسلامی اخوت اور بھائی چارے کا ثبوت دیا۔

> **اسلام حقیقت میں آزادی کی ایک ایسی قوت ہے۔ جس سے کرۂ ارض سے غلامی، ستمگری اور سامراجیت کا بوریا بستر سمیٹا جاتا ہے۔**
> —— شہید سید قطبؒ ——

مجھے یاد ہے کہ جب میں سعودی عرب سے واپس لوٹا تو دوسرے دن میں قمر دین گڑھی گیا۔ وہاں ایک تعداد انصار بھائیوں کے گھرانے ماتم کدہ میں تبدیل ہو چکے تھے۔ یوں خیال کیا جاتا تھا کہ یہ انصار بھائی ہمارے خلاف کوئی مخاصمانہ عمل دکھائیں گے۔ لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ میں نے وہاں کے مکینوں سے کہا کہ یہ حادثہ دشمن کا ایک منصوبہ تھا۔ یہ کام وہ لوگ کر رہے ہیں جو ہمارے اور تمہارے دشمن ہیں۔ آپ کے مہاجر بھائیوں کی ہرگز یہ آرزو نہیں کہ آپ انصار بھائیوں کو کوئی تکلیف پہنچے۔

جناب استاد برہان الدین ربانی کے جواب میں ایک انصار بھائی نے جس کے دو بچے اور اسکی بیوی شہید ہو چکی تھی کہا: معذرت چاہتا ہوں۔ جس دن مہاجرین کے خلاف ایک تعداد لوگوں نے نعرے لگائے تھے۔ وہ لوگ ہم میں سے نہیں۔ ان لوگوں سے ہمارا کوئی تعلق نہیں وہ دوسری جگہ سے آکر مہاجرین کے خلاف نعرے لگا رہے تھے۔ جو چیز ہمارے نصیب میں تھی۔ ہم ایسی مقدرات سے راضی ہیں۔ آپ مطمئن رہیں۔ ہماری مہاجر اور مجاہد بھائیوں سے کوئی عداوت یا دشمنی نہیں۔ میرے اس دعوے کی یہ روشن دلیل ہے کہ جب کمشنر برائے افغان مہاجرین نے یہ فیصلہ کیا کہ مہاجرین اس علاقے سے دوسری جگہ منتقل کئے جائیں۔ ہمارے علاقے کے (۳۰) خیراندیش معمر المعمر اشخاص جناب ارباب جہانگیر خان کے پاس گئے اور خواہش ظاہر کی کہ ان مہاجرین کو یہاں سے منتقل نہ کیا جائے۔

"مہاجرین ہمارے اسلامی بھائی ہیں۔ ہم جان و مال سے ان کی حمایت کرتے ہیں"۔

استاد برہان الدین "ربانی" نے اپنے اختتامیہ کلام میں فرمایا کہ دشمن کے سبھی مکر و حیلے رسوا ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

"ہمیں چاہیے کہ ہم ہر وقت دشمن کی چالوں سے ہوشیار رہیں"۔

والسلام

بقیہ: ارشاد نبوی

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ پر ایمان کا اتنا غلبہ تھا کہ کیفیت میں ذرا سی کمی بھی انہیں شدید کھٹکتی تھی۔ حضورؐ نے ان کو تسلی دی اور انسانی فطرت کا یہ اصول بیان فرمایا کہ کیفیت کبھی یکساں نہیں رہتی اگر یہ یکساں رہ سکتی تو انسان فرشتوں کی زیارتگاہ بن جاتا۔

حضورؐ کے اس ارشاد گرامی سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ دین میں اعمال مطلوب ہیں احوال نہیں۔ احوال کے مدو جزر پر آدمی کو زیادہ پریشان نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن وہ اس پر ضرور پریشان ہو اگر اس کے اعمال میں کوئی کوتاہی رہ جائے۔ کیونکہ اجر کی اصل بنیاد اعمال ہیں نہ کہ احوال۔ اعمال آدمی کے اختیار میں ہیں۔ جب کہ احوال آدمی کے اختیار سے باہر ہیں اور دین کا سارا معاملہ اختیاری امور سے متعلق ہے غیر اختیاری امور سے نہیں۔

اسی حدیث میں ایک اور نکتہ بھی ملتا ہے اور وہ لیڈر کی یہ صفت ہے کہ وہ INSPIRE کرتا ہے۔ وہ اپنی دعوت و پیغام کا سراپا نشان ہوتا ہے۔ لوگ اس کو دیکھتے ہیں تو اس کی ساری دعوت ان کے سامنے مجسم بن کر کھڑی ہو جاتی ہے جو لیڈر INSPIRE نہیں کر سکتا وہ گویا قیادت کی ایک ضروری صفت سے محروم ہوتا ہے۔

یہاں حضورؐ نے یہ نکتہ بھی آخرت کی جوابدہی کا خوف رکھنے والے صحابہ کے سامنے بیان فرمایا کہ انسان اللہ تعالیٰ کی طرح سبوح و قدوس نہیں۔ خطاکاری اس کی فطرت میں رکھ دی گئی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کو یہ پسند ہے کہ آدمی گناہ کرے پھر اس کے سامنے اس کے خوف سے گڑگڑا کر معافی مانگے۔ بہ نسبت اس کے وہ ہر خطا سے پاک رہے اور اس کو اللہ کی مغفرت کی احتیاج محسوس نہ ہو۔ اگر لوگ خطائیں نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ کی صفت غفاری کا ظہور کیسے ہوگا۔ اس کی رحمت و دستگیری کے لئے تب ہی ظاہر ہوگی۔ جب وہ خطائیں کرے گا اور ٹھوکریں کھائے گا۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ آدمی اللہ کا بندہ بن کر رہے اس کا باغی نہ بنے، باغی وہ ہوتا ہے۔ جو اللہ کے پیغام ہدایت کو حقارت سے ٹھکرائے اور اس کے مقابلے میں دوسروں کو اپنا معبود بنالے۔ بندہ ہوتے ہوئے ایک آدمی سے جو بھی گناہ اور قصور ہوں گے وہ قابل معافی ہیں۔ لیکن اگر وہ باغی بن کر کوئی نیکی بھی کرے گا۔ تو وہ ہرگز قابل قبول نہیں ہوگی۔

حضرت ابوہریرہؓ نے حضورؐ سے دو مزید سوالات بھی پوچھ لیئے۔ ایک انسان کی تخلیق کے بارے میں دوسرا جنت کے بارے میں۔ لیکن حضورؐ نے ایک انکشاف خود فرمایا اور وہ ان لوگوں کے بارے میں ہے جن کی دعا رد نہیں ہوتی۔ حضورؐ نے یہ اس لئے بتایا۔ کہ اگر کوئی شخص دعا کرتا ہے کہ اسے جنت مل جائے۔ تو اس میں یہ صفات ہونی چاہئیں کہ اگر اس کے پاس اختیار ہو تو عدل و انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے تکلیف برداشت کر کے بھی اطاعت الٰہی کرے۔ ظلم نہ کرے۔ جو ظلم کا نشانہ بنے گا وہ نصرت الٰہی کا مستحق ہوگا۔

قرآن و حدیث میں جگہ جگہ ظلم سے نفرت کا اظہار ملتا ہے اور مسلمانوں کو جہاد کی جب اجازت دی گئی تو اس کے ساتھ یہ وجہ بیان کی گئی ہے کہ **بانھم ظلموا** ان پر ظلم ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسانی اعمال میں سب سے زیادہ قابل مذمت اور قابل نفرت اعمال ظلم کے ہیں اور جو شخص اللہ کی مدد و نصرت کے سب سے زیادہ قریب ہے وہ مظلوم ہے ایسا شخص جو خود ظالم نہیں بلکہ ظلم کا بلا وجہ نشانہ بنا۔

بقیہ: اداریہ

کابل حکومت اپنے زور بازو سے نہیں بلکہ روسی آقاؤں کی پشت پناہی، روسی طیاروں کے زیر سایہ اور روسی ٹینکوں کی حمایت سے ابھی تک قائم ہے۔ ورنہ ایک دن بھی افغانستان پر حکومت کے اہل نہیں ہیں۔ اسی بنا پر مصالحت روسی حکومت اور افغان مجاہدین کے درمیان ہونا چاہیئے۔ کیونکہ یہی دونوں مسئلے کے اصل فریق ہیں۔ اور افغان مجاہدین روسی فوجیوں کے خلاف برسر پیکار ہیں۔

افغان مجاہدین افغانستان میں کرسئی اقتدار کے وارث ہیں۔ اور صرف انہیں ہی یہ حق حاصل ہے کہ وہ آئندہ افغانستان کی تشکیل کے بارے میں کچھ کہے۔

افغان مجاہدین نہ تو کابل کٹھ پتلی انتظامیہ کے ساتھ مخلوط حکومت تشکیل دینے کو تیار ہیں اور نہ ہی وہ افغانستان میں مسند اقتدار پر ایک ایسے شخص کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ جس کا سلوک ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ معاندانہ رہا ہو۔

تلخیص و ترجمہ: مرزا خلیل

سوشلزم حالتِ نزع میں

بھولے بھالے چہرے والا چھوٹے قد کا نیلے کپڑوں میں ملبوس ایک شخص ایک ایسے اجتماع سے مخاطب تھا۔ جن کی اکثریت باریش طلبہ کی تھی۔ سامعین اس کی باتیں غور سے سن رہے تھے۔ اس کی تقریر کے اختتام پر حاضرین نے تالیاں بجا بجاکر تحسین و آفرین کے نعرے لگائے اور "آسکر آسکر" چلانے لگے۔

آسکر لیفونیٹن مغربی جرمنی کے سارلینڈ کا وزیر اعظم ہے۔ اور جرمنی میں سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کی نمایاں شخصیت ہے۔ وہ یورپ میں کمیونزم اور سوشلزم کا ایک فعال مبلغ ہے اور اپنے باطل اور ملحدانہ نظریات کو ایک زہریلے گیس کی طرح پھیلا رہا ہے۔

لیفونیٹن مارکسزم اور اینٹی امریکن ازم کا ملغوبہ ہے اس کے ہمخیال اور بائیں بازو کی اکثر جماعتیں اس کے خیالات کو اپنا رہے ہیں۔ لیکن ان کے حواریوں اور بائیں بازو کے گروہوں کی تمام تر کوششوں کے باوجود فرانسیسی سوشلسٹ پارٹی کے سیکرٹری جیکوئیس ہنٹزنگر اس حقیقت کو نہ چھپا سکا اور ڈنکے کی چوٹ کہتا ہے۔ کہ "سوشلزم بحران کا شکار ہے۔ کیونکہ سوشلزم جدید معیشت کے حالات کے مطابق نظام قائم کرنے میں بری طرح ناکام ہو چکا ہے۔"

اطالوی کمیونسٹ پارٹی کے روزنامہ "ایل یونٹا" کے ایڈیٹر فیبو موسی سوشلسٹ لابی کے تضادات کی حقیقتوں سے ان الفاظ پر اس طرح پردہ اٹھاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ "ہم اپنے تضادات کا شکار ہو گئے ہیں۔ اور اپنے نظریاتی مقاصد کی تشہیر میں کئی گنا پیچھے رہ گئے ہیں۔ نیز ہم ایک فلاحی مملکت کے قیام میں بھی مکمل طور پر ناکام ہو گئے ہیں۔"

عملی سیاست میں سوشلزم کے داعی اور علمبردار یورپ میں نظریاتی طور پر استحکام کے خوابوں کی تعبیر سے بہت دور چلے گئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مغربی جرمنی میں آئندہ ہونے والے قانون ساز اسمبلی کے انتخابات میں اکثریت حاصل کرنے کے لئے سوشلسٹ ڈیموکریٹک پارٹی ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی ہے۔ سوشلسٹ ڈیموکریٹک پارٹی کا مقابلہ اس دفعہ گرین پارٹی سے ہے جس کی پشت پناہی میں عوام کی اکثریت ایک حقیقت ہے۔

اٹلی کمیونسٹ پارٹی جو قومی انتخابات میں مجموعی طور پر کئی بار ۳۰ فیصد تک یا اس سے زیادہ ووٹ حاصل کرنے میں کامیاب چلی آ رہی ہے۔ آئندہ کے انتخابات میں اپنی کارکردگی سے مایوس ہے اور اسے سخت مایوسی کا سامنا ہے۔

فرانس کی سوشلسٹ پارٹی جو ۱۹۸۱ء میں ایک مضبوط اور مستحکم پارٹی کی صورت میں اُبھری تھی۔ اب کمیونسٹوں سے متحد ہو گئی ہے۔ تاہم گزشتہ مارچ میں روایت پسند تنظیموں کے اتحاد سے شکست کھا گئی تھی۔ فرانسیسی سوشلسٹ پارٹی کے راہنما فرانسس متراں کا کہنا ہے کہ "سوشلسٹوں کے پاس اب حکومت یا مقننہ میں ایک فعال اور فیصلہ کن طاقت بننا بہت مشکل ہے۔"

اسی طرح برطانیہ میں بھی روس نواز لیبر پارٹی مارگریٹ تھیچر کی ٹوری پارٹی کے مقابلے میں رو بہ زوال ہے۔

شمالی اور وسطی یورپ میں سوشلسٹ ڈیموکریٹک پارٹیوں اور تنظیموں کی حالت بھی ناگفتہ بہ اور انتہائی کمزور ہے بیلجیم اور نیدرلینڈ میں سوشلسٹ تنظیمیں مزدور یونینوں کے بل بوتے اور حمایت کے باوجود بھی ڈینش سوشل ڈیمو

کریٹک پارٹی یورپ کی سب سے بڑی اور وسیع ریاست میں کوئی خاص کامیابی حاصل نہیں کر سکی ہے۔

آسٹریلیا جہاں برونو کریسکی سوشلسٹ پارٹی پچھلے دو دہائیوں سے مصروف عمل ہے۔ گذشتہ سال کرٹ والڈہائم نے دائیں بازو کے نمائندے کی حیثیت سے بائیں بازووں کے نمائندوں کو شکست سے دو چار کیا۔

یورپ کے چند سوشلسٹ اور کیمونسٹ مفکروں کا خیال ہے۔ کہ سوشلسٹوں اور کیمونسٹوں کے موجودہ مشکلات عارضی اور وقتی ہیں اس لئے وہ اس بات پر غور کر رہے ہیں کہ کس طرح ۱۹ ویں صدی کے سوشلسٹ نظریات کو موجودہ حالات سے ہم آہنگ کیا جائے۔ تاکہ انتخابات کے وقت عوام کو نظریاتی طور پر اپنا ہمخیال بنایا جائے۔

سوشلسٹوں کی کچھ تنظیمیں مارکسٹ نظریہ کے ساتھ ساتھ کینین معیشت کے اصولوں کو اپنانے کے علاوہ ریگن اور تھیچر کی اکثر پالیسیوں کو بھی اپنے نظریات کے مطابق اپنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

عام تاثر یہ ہے کہ بائیں بازو کے سوشلسٹ اور کیمونسٹ نظریات معاشی میدان میں اب مکمل طور پر ناکام ہوگئے ہیں۔ ان میں انسانی حقوق اور حالات بھی شامل ہیں۔ کیونکہ کیمونسٹ ملکوں میں جو معاشی نظام چل رہے ہیں۔ وہ ان نظریات سے مکمل طور پر ہم آہنگ نہیں ہیں۔ جنہیں کیمونسٹ پیش کرتے ہیں۔

غیر کیمونسٹ ممالک کے خلاف غریبوں کے استحصال کے پروپیگنڈے کے باوجود کیمونسٹ ریاستوں میں غریبوں کا استحصال بہت زیادہ ہے۔

فرانس اور اٹلی میں جدید سوشلسٹوں اور کیمونسٹوں کے درمیان نفرت کا ایک اتنا بڑا اور وسیع خلیج حائل ہے جس کا اندازہ بھی مشکل ہے۔ فرانس میں فرانسس متراں نے ۱۹۷۰ء میں اٹلی سوشلسٹ پارٹی اور فرنچ کیمونسٹ پارٹی کو متحد کرنے کی کوشش کی تھی جس میں وہ کامیاب بھی ہوئے تھے لیکن ۱۹۸۱ء میں جب دونوں جماعتوں نے کامیابی حاصل کی۔ تو پھر آپس میں ایک دوسرے کے خلاف ہوگئے۔ کیونکہ اٹلی کے سوشلسٹوں کو یقین تھا کہ کیمونسٹ انہیں قوت میں دیکھنا نہیں چاہتے بعد میں ان کا یہ خیال صحیح ثابت ہوا۔

اٹلی کے سوشلسٹ وزیر اعظم بینو کراکسی جو پانچ پارٹیوں کے حکومتی اتحاد کی سربراہی کرتے ہیں اس اتحاد کی سینئر حصہ دار عیسائی ڈیمو کریٹک پارٹی ہے۔

فرانس میں فرانسیسی کیمونسٹ یونین کنفیڈریشن جنرل ڈو ٹراویل کے ڈیکل نے تجویز پیش کی کہ اوقات کار ۳۹ گھنٹے فی ہفتہ کے بجائے ۳۵ گھنٹے کئے جائیں لیکن سوشلسٹ یونین کنفیڈریشن فرانسس ڈیمو کریٹک ڈو ٹراویل کے لیڈر رایٹر منڈ نے اس تجویز کو مسترد کرتے ہوئے اسے "معاشی بیوقوفی" کہا۔

اس وقت بائیں بازو کی تنظیموں کا سب سے زیادہ سنگین مسئلہ یہ ہے کہ یورپ کے غریب پس ماندہ اور پسے ہوئے لوگ جو ان کے نظریاتی جادو سے متاثر ہوئے تھے۔ اب جوں جوں اس جادو کی حقیقت کھلتی جاتی ہے۔ لوگ اس سے دور بھاگتے ہیں۔

۱۹۷۰ء میں ایٹمی اسلحہ کے پھیلاؤ کے خلاف اور ماحول کو صاف ستھرا بنانے کے لئے جو تحریکیں چلی تھیں اُن سے فائدہ نہ اُٹھا کر کیمونسٹوں اور سوشلسٹوں نے بڑی غلطی کی تھی۔

تحریر: انجینیئر محمد کبیر

افغان مسئلے کا حل روسی کٹھ پتلی حکومت کی چھتری کے نیچے ڈھونڈنے والے احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں

بات افغانستان سے روسی فوجوں کی واپسی کی نہ رہ کر اب صرف افغانستان کے مسئلے کے سیاسی حل کی رہ گئی ہے اور مسئلہ افغانستان حیرت انگیز طور پر بس اب حل ہوا ہی چاہتا ہے۔ دیر صرف اس لئے ہو رہی ہے کہ روسی ایجنٹوں کے بقول پروفیسر برہان الدین ربانی اور انجینئر گلبدین حکمت یار نے مہاجرین کو بزور قوت مہاجر کیمپوں میں روک رکھا ہے اور وہ انہیں باعزت وطن واپسی اور حکومت میں شامل ہونے کے سنہری موقع سے فائدہ اُٹھاتا دیکھنا گوارا نہیں کر سکتے وہ تو نجیب کے جنگ بندی کے اعلان کو بھی شک و شبہ کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ورنہ اگر انہیں افغان عوام کے قتل و غارت گری کو روکنے سے حقیقی دلچسپی ہوتی تو انہیں نجیب جیسے وطن و قوم پرست لیڈر کی پیشکش کو فوراً قبول کر لینا چاہئے تھا۔

پھر کہتے ہیں رہی بات ایوان اقتدار میں پہنچنے کی تو نجیب جیسا صلح پسند اور امن کی سرخ فاختہ کا علمبردار غیر کمیونسٹوں کو یعنی بالفاظ دیگر اسلام پسندوں کو حکومت میں نمائندگی دینے کی خواہش کا کھلے لفظوں اظہار کر چکا ہے۔ لیکن اگر کچھ لوگوں کی عادت ہی ناک بھوں چڑھانے کی ہو اور وہ ہر بات کو شک و شبہ کی 'امریکی آنکھ' سے دیکھنے کے عادی بن چکے ہوں تو آپ اسے ذہنی دیوالیہ پن کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ ایسے ہی کچھ لوگ ہیں، جو نجیب کی اس کھلی وضاحت کے بعد بھی کہ اسلام ہی افغانستان کا مذہب رہے گا۔ اسے جھوٹا، مکار، فریبی اور چالباز ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ حالانکہ نجیب نے اپنے اس دعوے کی تصدیق کے لئے کہ واقعتاً افغانستان کے 'نئے دستور' میں افغانستان کا مذہب اسلام قرار دے دیا گیا ہے۔ اوّل اور عملی اقدام کے طور پر اپنے ان مسلمان بھائیوں کو جنہیں اسلام دشمنوں نے مالی امداد اور ہتھیار دے کر اپنے ہی ہم وطنوں کے خلاف اٹھا کھڑا کر دیا ہے اقتدار میں شامل ہو کر افغانستان کے نئے دستور کے تحت دی گئی مذہبی آزادی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اسلام کی خدمت کا سنہری موقع بھی فراہم کر دیا ہے اسلامی اخوت، محبت اور بھائی چارگی کی کیا اس سے بہتر کوئی مثال ہو سکتی ہے؟

افغانستان کے مسئلے کے حوالے سے محولہ بالا افکار و نظریات آئے دن انگریزی قومی اخبارات کی زینت بنتے رہتے ہیں۔ یہ انگریزی صحافت کے علمبردار اس امر کا ٹھنڈے دل و دماغ سے تجزیہ کرنے پر بالکل راضی نہیں کہ افغانستان کے مسئلے کے حل کے لئے ان کی یہ قلمی کوششیں کہاں تک سنجیدہ اور مثبت نقطہ نظر کی حامل ہیں۔ کیا یقیناً افغانستان کا مسئلہ روس کی نئی کٹھ پتلی انتظامیہ نجیب اللہ کے جنگ بندی اور صلح و سمجھوتہ کے نام نہاد اعلان کے بعد حل پذیر ہونے کے قریب آ چکا ہے؟ انگریزی اخبارات کے مضامین اور اداریوں کو پڑھنے کے بعد محسوس یہی ہوتا ہے کہ روس نے واقعتاً افغانستان سے اپنا بوریہ بستر باندھنے کی تیاریاں شروع کر دی ہیں۔ نجیب اللہ کی 'قومی اتفاق رائے' کی بات ایک خوش آئند عمل ہے اور جنگ بندی کا شوشہ سیاسی حل تلاش کرنے کی طرف ایک مثبت اور قابل تحسین قدم ہے۔ حیرت اور تعجب میں پیہم اضافہ کرنے والی بات یہ ہے کہ افغان مجاہدین کے بارے میں کھلم کھلا اب یہ تاثر بھی پیش کیا جا رہا ہے کہ وہ امریکہ اور پاکستان کے شدید دباؤ میں

ہیں اس لئے جنگ بندی کی پیشکش قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔

ان خبروں اور تاثرات سے ہم یہ نتیجہ اخذ کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ افغانستان پر بزور قوت قبضے کا خواب چکنا چور ہو جانے کے بعد روس نے اب اپنا سارا زور پروپیگنڈہ کے میدان میں لگا رکھا ہے اور اس میں شک نہیں کہ افغانستان کے بارے میں اس کے گمراہ کن پروپیگنڈے کا گراف حیرت انگیز رفتار کے ساتھ بلند ہوتا جا رہا ہے۔

افغانستان کے مسئلے پر پاکستان کا اصولی موقف اور مظلوم افغان مہاجرین کے لئے ہمدردی اور اخوت کے جذبات کی فراوانی کریملن کی نظروں میں شروع دن سے خار بن کر کھٹکتی رہی ہے۔ چنانچہ ایک جانب اس نے پاکستان کو سیاسی عدم استحکام اور انتشار سے دوچار کرنے کے لئے مختلف انداز سے پیشہ ور سیاسی افراد کے ذریعہ سازشوں کا جال پھیلا رکھا ہے۔ تو دوسری طرف افغان مہاجرین کے خلاف پاکستان کے عوام کو بھڑکانے نیز مہاجرین کو جرائم پیشہ، دغاباز اور تشدد پسند کے طور پر پیش کر کے ان کے خلاف نفرت پھیلانے کی حکمت عملی مختلف طریقوں سے بروئے کار لائی جا رہی ہے چنانچہ افغان مہاجرین کے بھیس میں نجیب انتظامیہ کے ادارۂ جاسوسی "خاد" کے سینکڑوں ایجنٹوں نے مہاجرین کے درمیان گھس کر ان کے خلاف منشیات کی اسمگلنگ اور اسلحہ کی تقسیم کا تاثر دینا شروع کر دیا ہے۔ پشاور اور اس کے گردو نواح میں بموں کے دھماکے روز مرہ کا معمول بن چکے ہیں۔ روسی اثرات کے حامل اخبارات ان دھماکوں کی خبریں خوب اچھالتے ہیں۔ ساتھ ہی اہل پاکستان کو یہ باور کرانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ سپر پاور سے افغان قوم کا ٹکرانا محال ہے حکومت پاکستان کو افغان مہاجرین کی ہمدردی سے باز آ جانا چاہیئے۔ مہاجرین اب کبھی واپس نہیں جائیں گے۔ گویا روس افغانستان سے کبھی نہیں نکلے گا اور جب تک افغان مہاجرین یہاں رہتے ہیں ہم بھی خطرے میں رہیں گے۔ گذشتہ سال دسمبر کے دوسرے عشرے میں پاکستان کا سب سے بڑا شہر جن خونخوار اور خونچکاں لمحات سے گزرا ہے وہ لمحات روسی سازشوں کی ایک خوفناک داستان سناتے ہیں روسی تخریب کاروں نے ایک طے شدہ منصوبے کے تحت پاکستان کا استحکام تہ و بالا کر دینے کے لئے وحشت و درندگی کا یہ خونیں ڈرامہ کھیلا تھا۔ جس میں مہاجر سندھی بھائی بھائی کی نئی حکمت عملی کابل ہشیاری سے پنجابی آباد کاروں اور پشتونوں کے خلاف بروئے کار لائی گئی تھی۔ اس حکمت عملی کا دوسرا اہم نکتہ افغان مہاجرین کے خلاف پاکستان کے عوام میں غم و غصہ کی آگ کو بھڑکانا تھا۔ چنانچہ اس لغو اور بے بنیاد پروپیگنڈے کی خوب تشہیر کی گئی کہ قتل و غارت گری کے اس خونیں ڈرامہ میں پشتونوں نے جو اسلحہ استعمال کیا وہ افغان مہاجرین نے فراہم کیا تھا۔ روس کے اس زہریلے پروپیگنڈے کا اثر صرف پاکستان تک ہی محدود نہیں رہا۔ بلکہ اس کے زہریلے اثرات ہندوستان تک پہنچے اور چونکہ کراچی میں بسنے والے مسلمانوں کی اکثریت کے ساتھ ہندوستانی مسلمانوں کے خونی رشتے استوار ہیں۔ لہٰذا یہاں بھی بعض انگریزی اور اردو اخبارات کی طرف سے دانستہ یا نادانستہ طور پر ہندوستانی مسلمانوں کے ذہنوں کو اس فتنہ خیز اور سراسر غلط پروپیگنڈہ کے ذریعہ مسموم کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی روسی ایجنٹوں اور خاد کے تخریب کاروں نے پاکستان میں مسلسل تخریب کاری اور دہشت گردی کا جو سلسلہ قائم کر رکھا ہے اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ روسیوں کے ارادے کیا ہیں اور وہ کس طرح بدامنی اور تخریب کاری کو نکتہ عروج پر لا کر افغان مہاجرین کو جلد از جلد پاکستان سے نکال باہر کرانے کے لئے عوام کو سیاسی تحریک چلا دینے پر مجبور کرنے کے حالات پیدا کر رہے ہیں۔ اور پاکستان کی بعض سیاسی جماعتیں اپنے آقاؤں کے اشارے پر یہ گھناؤنا کھیل کھیلنے کے لئے سرگرم عمل ہیں۔

کچھ ایسی ہی مشق روسی کابل فوجوں نے پاک افغان سرحدوں پر بھی شروع کر رکھی ہے۔ مہاجر کیمپوں کی آڑ میں روسی مگ طیارے پاکستان کے علاقوں پر بمباری کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ گذشتہ ایک سال کے عرصے میں روسی کابل فوجوں نے ۱۵۰ سے زائد سرحدی خلاف ورزیاں کر کے ہزاروں پاکستانی باشندوں اور کروڑوں روپے کی املاک تباہ کر دی ہیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان خلاف ورزیوں اور حملوں کی شدت میں بھی اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

روس کی شدید خواہش ہے کہ افغان مجاہدین اور مہاجرین کے دھماکوں کے نام پر کی جانے والی ان اشتعال انگیزیوں پر پاکستان منفی ردعمل کا اظہار کرے تو روس کو فوجی کارروائی کا بہانہ مل سکے۔ لیکن یہاں اس امر سے انکار ممکن نہیں کہ پاکستان کے حکمرانوں نے اب تک نہایت دوراندیشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے روسی کابل فوجوں کے حملوں اور بمباری پر صرف احتجاج کیا ہے۔ پاکستان کے اس نخ اور نرم رویہ کی وجہ سے ہی روس اب تک براہ راست پاکستان کے خلاف کوئی بڑی کارروائی کی جرأت نہیں کر سکا ہے۔

سب سے زیادہ لائق تحسین امر یہ ہے کہ صوبہ سرحد میں افغان مہاجرین کے بھیس

میں روسی اور خاد ایجنٹوں کی اشتعال انگیز کاروائیوں کے باوجود محب اسلام پشتونوں کی اکثریت مظلوم افغان مہاجرین کے ساتھ انصارانہ سلوک قائم رکھے ہوئے ہے۔ حالانکہ تحریک اتحاد قبائل کے مرکزی صدر حاجی ممتاز خان مہمند کے ایک بیان کے مطابق پچھلے دنوں روسی حکومت صوبہ سرحد کے قبائیلیوں میں بھی اپنے ایجنٹوں کے ذریعہ اسلحہ اور رقومات تقسیم کر چکی ہے تاکہ قبائیلیوں اور افغان مہاجرین کے درمیان محاذ آرائی کی فضا پیدا کی جا سکے۔

افغان مہاجرین کے خلاف اشتعال کی چنگاریاں اور نفرتوں کے شعلے بھڑکانے کے لئے روسیوں نے پاکستان کی سرزمین پر اس نوعیت کے سینکڑوں ایسے زہریلے بیج بو دیئے ہیں۔ جن کے ذریعہ وہ پاکستان کو مسئلہ افغانستان کے حل کے لئے ہر طرح کی شرائط مان لینے پر مجبور کر دینے کی پوزیشن میں لانے کی کوشش کر رہا ہے۔ یہ تمام حالات ایک گہرے اور بے لاگ تجزیے کا تقاضا کرتے ہیں۔ اور یہ پہلو بھی غیر معمولی توجہ کا مستحق ہے کہ روس اس مشغلہ قتل و غارت گری سے کیا صرف افغان مہاجرین ہی کو نفرتوں اور تعصبات کا نشانہ بنانا چاہتا ہے یا خون آشام بھیڑیا کسی اور شرارت پہ تلا ہوا ہے۔

حالات کی اصل تصویر یہ ہے کہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت مسئلہ افغانستان کے حل کے لئے نت نئے فارمولوں کا انبار لگا کر افغانستان میں مجاہدین کی مزاحمت اور ان کی کامیابیوں کو پس منظر میں دھکیلنے کی ایک نئی روسی پالیسی وضع کی گئی ہے۔ بین الاقوامی ذرائعوں کی اس تصدیق کے بعد کہ افغانستان کی داخلی صورتحال میں روس اور اس کی کٹھ پتلی نجیب حکومت کی مسلسل پسپائی ہو رہی ہے روسی اور اس کے حاشیہ بردار سخت گھبرائے ہوئے ہیں کریملن سب سے زیادہ اس بات سے پریشان ہے کہ ہزاروں روسی فوجی سالانہ اس جنگ میں قتل ہو رہے ہیں انسانی اور مادی مسائل کے اعتبار سے افغانستان کی یہ جنگ روس کے لئے ناقابل برداشت بوجھ بن گئی ہے۔ اور اب روس اس نتیجہ پر پہنچ چکا ہے کہ افغانستان کا مسئلہ فوجی سطح پر حل نہیں کیا جا سکتا۔ اس کا سیاسی حل تلاش کیا جانا ضروری ہے لیکن حالات اور واقعات کا مطالعہ صاف بتاتا ہے کہ روس سیاسی حل کی آڑ کی کوششوں میں افغانستان کے مسند اقتدار پر ہر قیمت پہ اپنی کٹھ پتلی حکومت کو برقرار دیکھنا چاہتا ہے اور میدانِ کارزار میں ہاری ہوئی جنگ مذاکرات کی میز پہ جیتنے کی شرمناک کوششوں میں مصروف ہے

پچھلے دو تین ماہ سے جس زور شور کے ساتھ نجیب اللہ کے یک طرفہ سیزفائر کے اعلان اور قومی اتفاق رائے کی پالیسی کے حق میں پروپیگنڈہ مہم چلائی جا رہی ہے روس اور اس کے حاشیہ برداروں کے اس سے توقعات اور مقاصد یہ ہیں کہ افغانستان میں بندوق کی نالی پر جو تبدیلی لائی گئی ہے وہ علیٰ حالہ برقرار رہے اور ساتھ ساتھ عالمی رائے عامہ کو یہ محسوس کرایا جاتا رہے کہ افغانستان کے سیاسی حل کی کوششیں جاری ہیں تاکہ افغان مجاہدین سے ہمدردی رکھنے والے ممالک کی طرف سے گاہے گاہے اٹھنے والے احتجاج کو سرد رکھا جا سکے۔

یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ کویت کی سربراہ اسلامی کانفرنس میں روس امکان کی حد تک نہیں بلکہ واقعتاً اپنی اس صلح و آشتی کی پروپیگنڈہ مہم کے ثمرات سمیٹنے میں کامیاب رہا ہے۔ پانچویں اسلامی سربراہ کانفرنس کا یہ پہلو اگرچہ بے حد ممتاز نظر آتا ہے کہ اس بار سب سے زیادہ مسلم سربراہان مملکت نے کانفرنس میں حصہ لیا۔ چھیالیس میں سے چوالیس رکن ریاستوں کے چوٹی کے افراد کانفرنس میں شریک تھے۔ اتنی بڑی تعداد میں مسلم لیڈر شپ کا ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونا یقیناً ایک خوش آئند علامت ہے۔ لیکن دکھ اور کرب کی بات یہ ہے کہ افغانستان جیسے اہم ترین مسئلے کے بارے میں مسلم زعماء نے جو قرارداد منظور کی ہے اس میں افغانستان سے روسی فوجوں کی واپسی کی اپیل دل کے بجائے حلق سے کی گئی ہے اور قرارداد روس کے اس پروپیگنڈے کے اثر و نفوذ کا بڑا گہرا رنگ لئے ہوئے ہے کہ افغانستان کا مسئلہ تو حل ہوا ہی چاہتا ہے۔

حالانکہ سربراہ کانفرنس میں افغان مجاہدین کے نمائندے جناب عبدالرسول سیاف نے اپنی ایمان افروز تقریر میں کٹھ پتلی نجیب کی جنگ بندی، صلح اور مخلوط حکومت کی پیش کش کے حوالے سے افغان مجاہدین کی تنظیموں کا اٹل موقف مسلم زعماء پر بالکل واضح کر دیا تھا۔ کیا اس سے بھی شرمناک بات اور کوئی ہوسکتی ہے کہ مجاہدین افغانستان کے اسلامی اتحاد کے ذریعہ جو اپنے مقدس نصب العین کے حصول تک جنگ کو جاری رکھنے کا مصمم ارادہ کر چکا ہے۔ نجیب کی جنگ بندی اور صلح اور حکومت میں شمولیت کی پیش کش ٹھکرا دیئے جانے کے باوجود اسلامی سربراہ کانفرنس کی قرارداد میں قومی اتفاق رائے کو ایک خوش آئند عمل قرار دیا گیا ہے۔

ہم مسلم سربراہان مملکت کی اس بالغ نظری اور جذبہ اسلامی اخوت کو سلام پیش کئے بغیر نہیں رہ سکتے جو مسئلہ افغانستان کے حل کے لئے مجرموں، ڈاکوؤں، اسلام دشمنوں اور ۱۲ لاکھ افغان عوام کے قاتلوں کے "قومی مصالحت" اور "جنگ بندی" کے شور و غوغا کو مثبت اقدام سے تعبیر کر رہے ہیں اور جہاد افغانستان کے بارے میں صحیح علم اور مکمل واقفیت رکھتے ہوئے بھی کٹھ پتلی نجیب کی ان سیاسی چالبازیوں کو اعتماد کا ووٹ دینے میں مصروف ہیں۔

صاف اور سیدھی بات یہ ہے کہ افغانستان کے مسئلے کا حل روس کی کٹھ پتلی حکومت کی چھتری کے نیچے ڈھونڈنے والے احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں۔ یہ بات واضح رہنی چاہیئے کہ روس اور اس کی کٹھ پتلی نجیب حکومت اگر جنگ بندی یا صلح و سمجھوتے کا بے پناہ عالمگیر پروپیگنڈہ کرکے یہ سمجھتی ہے کہ اس طرح وہ افغان مجاہدین کی آزادی کی جنگ کو دنیا کی نگاہوں سے اوجھل کر دینے میں کامیاب ہو جائے گی تو اس کی بہت بڑی غلط فہمی ہے۔ ویسے بھی اب یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں کہ کٹھ پتلی نجیب اللہ کی حکومت کی گرفت بھی ڈھیلی ہوتی جا رہی ہے۔ افغان مجاہدین کے خلاف اس کے تمام سیاسی حربے ناکام ثابت ہو رہے ہیں۔ اس کا یک طرفہ اعلانِ جنگ بندی کا ڈرامہ عملاً ناکام ہو چکا ہے۔ افغان مجاہدین کی چھاپہ مار کاروائیاں پورے افغانستان میں وسیع پیمانے پر جاری ہیں۔ تازہ ترین اطلاعات کے مطابق افغانستان کے آزاد علاقوں میں جن کا کنٹرول مجاہدین کے ہاتھوں میں ہے جگہ جگہ عوام کے بھاری اجتماعات منعقد ہوتے ہیں۔ جن میں اتحاد اسلامی مجاہدین افغانستان کے اس فیصلے کا زبردست خیر مقدم کیا گیا ہے کہ افغانستان سے آخری روسی فوج کی واپسی تک جہاد جاری رہے گا۔ اتحاد اسلامی مجاہدین افغانستان نے نجیب کٹھ پتلی حکومت کے نام نہاد جنگ بندی کے اعلان اور صلح و حکومت میں شمولیت کی پیش کش کو ایک سیاسی چال، دھوکہ اور فراڈ قرار دیتے ہوئے جو اعلامیہ جاری کیا ہے اس کے چند اہم نکات یہ ہیں۔

(۱) افغانستان میں روسی فوجوں اور کمیونسٹ حکومت کی موجودگی میں جنگ بندی کا مطلب ہزاروں شہیدوں کی قربانی کو رائیگاں کرنے اور دشمن کے سامنے سرخم کرنے کے مترادف ہوگا۔

(۲) افغانستان میں ہمارا جہاد غیر اسلامی حکومت کی برطرفی اور روسی فوجوں کی مداخلت کے نتیجے میں شروع ہوا ہے جب تک اس جنگ کے عوامل ختم نہ ہوں جنگ جاری رہے گی۔ کیونکہ روسی فوجوں کا انخلاء غیر اسلامی حکومت کا خاتمہ اور افغانستان میں ایک اسلامی حکومت کا قیام ہر افغان کا مطالبہ ہے صرف جہاد ہی افغانستان میں دائمی امن اور ہماری بقا کا ضامن ہے۔

(۳) روسی فوجوں کی جارحیت ہی ہمارے جہاد کی اصلی بنیاد ہے، جنگ بندی کی پیش کش صرف اس صورت میں قابل بحث ہو سکتی ہے۔ جب روسی افواج بلا کسی شرط کے افغانستان سے نکل جائیں۔

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں یہ بات سمجھ لینے میں دشواری نہیں ہونی چاہیئے کہ روس کے لئے افغانستان میں احیائے دین اور غلبہ اسلام کی راہ میں تا دیر روڑا بنے رہنا ناممکن ہے روسی جارحیت کے خلاف برسرپیکار افغان مجاہدین اس دین مبین کے پیروکار ہیں جس میں ناامیدی اور مایوسی کی سرے سے کوئی گنجائش ہی نہیں اور جو وقار اور عزم کے ساتھ زندہ رہنے کا حوصلہ عطا کرتا ہے۔

جہاں راسخ ایمانی عقیدہ موجود ہو وہاں جدید جنگی ساز و سامان کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔

—— شہید سید قطبؒ

مولوی زاہدی احمدزئی

سرمایہ داری اور اشتراکیت میں عملی تعاون

بعض لوگ سرمایہ داری اور اشتراکیت کو ایک دوسرے کی ضد سمجھتے ہیں۔ بالخصوص سوشلزم اور اشتراکیت پر ایمان رکھنے والے افراد عوام کو دھوکہ دینے کے لئے اسی پروپیگنڈے کرنے میں سب سے آگے ہیں۔ لیکن حقیقت میں یہ ایک دوسرے کی ضد نہیں۔ اشتراکیت درحقیقت سرمایہ داری کی ارتقائی منزل ہے۔ جب زندگی کا مطلوب و مقصود دنیوی مفادات ہوں۔ تو پھر اس راہ میں کسی ایسے اعتقاد، نظریہ یا عمل کو کیوں حائل ہونے دیا جائے۔ جس سے اصل مقصد کا حصول دشوار ہو، چنانچہ دیکھئے کہ اس تضاد کو دور کرنے کی وجہ سے اشتراکی ممالک چند سالوں میں مادی اعتبار سے اس مقام تک جا پہنچے ہیں۔ جہاں تک پہنچنے میں سرمایہ دارانہ نظام کے حامل ملکوں کو ایک طویل مدت تک جدوجہد کرنا پڑی۔

اشتراکیت کے ہاں اب معاملہ بالکل صاف ہے۔ انسان کی اپنی کوئی انفرادیت نہیں اس کی حیثیت معاشرے کے لئے اینٹ اور روڑے کی سی ہے، معاشرے کے پیش نظر اجتماعی مفادات ہیں، معاشرہ ان مقاصد کے لئے افراد کو جس طرح چاہے استعمال کرنے کا حق رکھتا ہے اور جو فرد اس کی کسی خواہش کی تکمیل میں حائل ہو وہ سماج دشمن ہے۔ اس لئے معاشرہ جو بھی سخت سے سخت سزا اسے دے وہ حق بجانب ہے۔ فرد کی روحانی اور اخلاقی نشو و نما کے بجائے اب اسے اس طرح تربیت دی جانی چاہیئے کہ وہ اجتماعی مفادات کے حصول کا موثر ذریعہ بن سکے

عام طور پر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اشتراکیت صرف ذرائع پیداوار کو حکومت کی تحویل میں دے دینے کا نام ہے۔ حالانکہ یہ اشتراکیت کا بالکل سطحی مطالعہ ہے۔ ذرائع پیداوار کو قومی ملکیت بنانا تو اس بنیادی اور اساسی اصول کی محض ظاہری علامت ہے۔ جس کے تحت معاشرے کو خدا اور انسان کو اس کا بندہ بنا دیا گیا ہے۔ جس طرح نماز میں انسان رکوع و سجود کر کے باری تعالٰی کی بڑائی اور اپنے عجز کا اظہار کرتا ہے بالکل اسی طرح افراد کو حقوق ملکیت سے محروم کر کے انہیں یہ بتایا جاتا ہے کہ ان کی زندگی کے کسی معاملے میں بھی کوئی مستقل حق نہیں ہے ان کی جان، مال عزت، آبرو سب اجتماعی مفادات کے تابع ہیں۔ ان کی ساری وابستگیاں صرف معاشرے کے لئے ہونی چاہئیں، معاشرہ انہیں اگر زندہ رہنے کا حق دے تو انہیں زندہ رہنا چاہیئے اور اگر وہ انہیں اس سے محروم کرے تو انہیں خود بخود بڑی خوشی سے اس سے دستبردار ہو جانا چاہیئے جس طرح ایک بندہ مومن خدائی احکام کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتا ہے اسی طرح انہیں معاشرے کی زمام کار سنبھالنے والوں کی دل و جان سے اطاعت کرنی چاہیئے اور ان کے ہر حکم اور فیصلہ کو اسی جذبۂ اخلاص سے قبول کرنا چاہیئے جس طرح خدا کے فیصلوں کو قبول کیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ انہیں اس کے خلاف کچھ سوچنے کا حق بھی حاصل نہیں ہونا چاہیئے۔ اشتراکیت میں معاشرے سے ماورا کوئی بھی عبادت اور پرستش کے لائق نہیں۔ اس کے مفادات سے زیادہ کوئی مفاد عزیز نہیں، اس کے حقوق پر کسی دوسرے کا حق فائق نہیں۔ حق ملکیت سے محرومی تو محض انسان کی معاشرے کے سامنے عجز و نیاز اور عبودیت کا عملی اظہار ہے یہی وجہ ہے کہ اشتراکی معاشرے اپنے اس حق کا مختلف مقامات پر مختلف طریقوں سے تقاضا کرتے ہیں۔

سرمایہ داری اور اشتراکیت اصل کے اعتبار سے ایک دوسرے کے کتنے قریب ہیں اس کا اندازہ کرنے کے لئے صرف یہ دیکھیئے کہ ان دونوں نے جن تہذیبوں کو جنم دیا ہے ان میں کس قدر یگانگت اور مماثلت پائی جاتی ہے۔ سرمایہ دارانہ تہذیب اور اشتراکی

ماہنامہ

مشعل

نورِ خدا ہے کفر کی حالت پہ خندہ زن   پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

سنگرِ جہاد میں ہمیشہ موجود نڈر اور جیالے مومن مجاہد

جناب محمد اسمٰعیل خان

تہذیب میں کسی قسم کا کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ مذہب سے بیزاری، پیدائش دولت کے لئے اندھا جنون، کمزوروں کے حقوق پر ڈاکے، بین الاقوامی تعلقات میں بے اصولی اور مادی مفادات کی خاطر ہر دوسرے مفاد کی قربانی دونوں کی نمایاں خصوصیات ہیں۔ آپ گذشتہ بیس، پچیس سال کے واقعات پر نگاہ ڈالیں اور آج انسانی معاشرہ پر نظر ڈالیں اور دیکھیں کہ کیا سرمایہ پرست امریکہ، فرانس، برطانیہ، جاپان اور ..... اشتراکیت کے علمبردار روس، چین، یوگوسلاویہ اور.... تو ان دونوں کے طرز عمل میں کوئی معمولی سا فرق ہے؟ مفادات کا جنون ان سب کو ایک سا طرز عمل اختیار کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ امریکہ اور دوسرے سرمایہ پرست ممالک جب اپنے مادی مفادات پر کوئی آنچ آتے دیکھتے ہیں تو کوریا، ویت نام، لبنان، فلسطین اور آئرلینڈ میں انسانی خون سے ہولی کھیلنے لگتا ہے اور لاکھوں معصوم انسانوں کو تباہ و برباد کرکے رکھ دیتا ہے اسی طرح روسی سامراجی اور دہری طاقت پر جب یہ جنون سوار ہوتا ہے تو وہ ہنگری، چیکوسلواکیہ، ترکستان اور آج کل ہمارا عزیز اور اسلامی دھرتی افغانستان پر بڑی بے تکلفی کے ساتھ دست ظلم دراز کرتا ہے اور ان سب پر کمیونسٹ روس نے خالص مادی مفادات اور دولت بٹورنے کی خاطر اپنی فوجی طاقت کے ذریعے حملہ کرکے اور لاکھوں کروڑوں بے گناہ اور نہتے انسانوں کے خون سے کھیل رہا ہے۔ ان میں سے کوئی ایک بھی کسی اخلاقی ضابطے کا پابند دکھائی نہیں دیتا۔ انسان اپنے فعل سے، درخت اپنے ثمر سے اور نظام حیات اس اجتماعی اخلاق سے پہچانا جاتا ہے جس کا مظاہرہ وہ زندگی کے مختلف معاملات میں کرتا ہے جس طرح ایک خود غرض فرد ناقابل اعتماد ہے بالکل اسی طرح سرمایہ داری اور اشتراکیت کے اجتماعی اخلاق پر کسی طرح بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔

سرمایہ داری اور اشتراکیت کے علمبردار ممالک کے درمیان بقائے باہمی کا جو اصول طے کیا گیا ہے۔ یہ کسی انسانیت دوستی کا نتیجہ نہیں اور نہ عالم انسانی کے بہبود اور مفاد کی خاطر ہیں بلکہ چوروں کے مابین اس اتفاق و اتحاد کا مظاہرہ ہے۔ جس کے تحت وہ یہ طے کرتے ہیں کہ تم ایک خاص حدود میں رہنے والے لوگوں کو اپنے ظلم و ستم کا تختۂ مشق بناؤ اور ہم تم سے تعرض نہیں کریں گے اور ہم دوسری حدود میں جب لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم کریں تو تم ہمارے معاملات میں دخل نہ دوگے غرض یہ کہ مادی مفادات کی پرستش نے ان دونوں نظاموں کے علمبرداروں کو ایک دوسرے کا ہم عنان بنا دیا ہے اور وہ ایک دوسرے کیساتھ ملکر انسانیت کو برباد کرنے میں مصروف ہیں دونوں طاقتیں انسانی نسل کو تباہ کرنے کے لئے ایٹم بم اور دوسرے مہلک ہتھیار بنا رہی ہیں۔ اور دنیا کے کونے کونے میں آج کل جو مختلف اقوام کے درمیان جو باہم قتل و غارت کا دھندا چل رہا ہے ان دونوں کے اشاروں پر ہے، آج کل جو ساری دنیا بارود اور تباہ کن اسلحہ کا ڈھیر بن گیا۔ ان دونوں کی کارستانیاں ہیں۔

ان کے درمیان تعاون کی راہیں اب اس قدر کشادہ ہو گئی ہیں کہ مشرقی ممالک اور خاص طور پر اسلامی ممالک کے معاملے میں تو ان کا طرز عمل بالکل ایک جیسا ہے اور یہ اس حقیقت کا کھلا ثبوت ہے کہ ان کے دلوں سے خدا اور اس کے رسولؐ کی محبت ختم ہو رہی ہے اور اس کی جگہ دنیا پرستی لے رہی ہے۔ یہ تبدیلی اشتراکیت کے لئے نہایت خوش آیند ہے دولت کی محبت سے معاشرے میں ذہنی اور اخلاقی خلفشار پیدا ہوتا ہے جسے دور کرنے کے لئے ریاست کا عمل دخل ناگزیر طور پر بڑھ جاتا ہے اور یہ سب چیزیں اشتراکیت کی راہ ہموار کرتی ہیں۔ جب یہاں اشتراکیت کو پروان چڑھنے کا موقع ملتا ہے تو سرمایہ دار ممالک کو بے حد خوشی ہوتی ہے۔ کیوں کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے کسی دینی معاشرے کی بنیاد منہدم ہو رہی ہے۔

ان دونوں کا گہرا تعلق اور باہمی تعاون اس لئے ہے۔ کہ اشتراکیت سرمایہ داری کا وہ منحوس مولود ہے۔ جو الحاد، ظلم اور وحشت کا پتلا اور گھمبیر جہالت کا شاخسانہ عامل ہے۔ اگرچہ سرمایہ داری اور اشتراکیت دونوں میں سے کوئی ایک نظام بھی ایک لمحہ کے لئے مذہب کو برداشت نہیں کر سکتا لیکن پھر بھی اشتراکیت نے اس میدان میں سرمایہ داری کو مات کر دیا ہے، عقیدہ اور مذہب کی ساتھ جو معاندانہ رویہ اشتراکیت رکھتا ہے۔ ہو بہو وہی رویہ سرمایہ داری کا بھی ہے۔ لیکن مذہب کو ختم کرنے کے لئے جو سکیمیں بنائے جا رہے ہیں اس میں ذرا سا فرق ہوتا ہے۔ اسلام جیسا انقلاب انگیز دین کے ساتھ سرمایہ داری اور اشتراکیت کا معاندانہ طرز عمل دونوں کا بالکل فطری عمل ہے کیوں کہ اسلام نے اپنے ابتدائی ظہور سے ان دونوں کو رد کر دیا ہے اور دونوں کے مقابلے میں جہاد کا اعلان کر دیا ہے تاکہ معصوم انسانیت کو ان دونوں کی وحشی پن سے نجات دلا سکے۔ اسلام نے ان دونوں کے خلاف اس لئے بھی جہاد کا اعلان کیا کہ ان دونوں کا یہ جھوٹا اور دور از حقیقت دعویٰ کو باطل ثابت کرے" کہ انسان اپنی اصل کے اعتبار سے محض ایک حیوان ہے اور حیوان ہی سے اس نے چند ارتقائی منازل طے کرکے موجودہ شکل

صورت اختیار کر لی ہے۔ اس وجہ سے اس کی حقیقی ضروریات مذہب و اخلاق نہیں بلکہ پیٹ بھر کر کھانا اور صنفی جبلت کی تسکین کے لئے وسائل اور آزادی ہے۔ اخلاق اور روحانیت سب غیر فطری باتیں ہیں جو اس کے مزاج سے کوئی مناسبت نہیں رکھتیں بلکہ اس کے فطری طرز عمل میں بگاڑ پیدا کرتی ہیں لیکن اسلام نے اپنے زریں اور لازوال اخلاقی مذہبی، معاشرتی اور معاشی اصولوں کی بدولت سرمایہ داری اور اشتراکیت کے اس پروپیگنڈے کو تہس نہس کر کے اور عملاً یہ ثابت کر دیا کہ انسان اشرف المخلوقات ہے اور اس کی پیدائش کا غایہ دوسرے حیوانات سے بڑا مختلف ہے اور اگر انسان میں روحانی، مذہبی اور اخلاقی قوتیں نہ ہوں تو وہ برباد ہو جائے گا۔

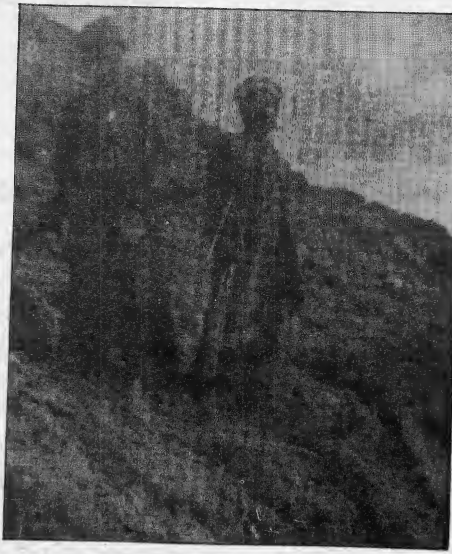

اسلام نے یہ بتا دیا کہ گوشت پوست کے انسان کے اندر ایک اور روحانی انسان بھی موجود ہے جو اس کی ہدایات اور راہنمائی کے ذریعے یہ ظاہر انسان بہتر اور شاد کام زندگی بسر کرنے کے لئے اپنی خارجی زندگی میں خوش آئند تبدیلی پیدا کرنے میں کامیاب اور سرخرو ہو سکتا ہے جب مغربی لادین سرمایہ داری طاقت نے یہ دیکھا کہ اسلام کی آمد سے اس کے جاہلی نظام کا شیرازہ نابود ہوجاتا رہا ہے تو اس نے اشتراکیت کے ساتھ ملکر اور اسلام کے خلاف محاذ آرائی کے دو الگ الگ کیمپ قائم کر دیئے اور انسان کو پھر وحشی بنانے کے لئے کوششیں شروع کر دیں اور اپنے عزائم کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مختلف ہتھکنڈے استعمال کرنے لگی۔ سب سے پہلے سرمایہ داری اور اشتراکیت نے دین و دنیا کو، مقصد اور ذریعہ کو الگ الگ کرنے کے لئے سرتوڑ کوششیں شروع کیں اور اس کے بعد انسان کے دل میں یہ خیال جاگزین کیا گیا کہ ہر دور کے معاشی حالات ہی اس وقت کی زندگی کی صورت گری کرتے ہیں، دوسرے الفاظ میں ہر دور کی سیاست، معیشت، پیدائش دولت کے طریقوں کی مظہر ہوتی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کی اجتماعی زندگی معاشی قوتوں کی کرشمہ سازی ہے اور وہ جس سانچے میں چاہیں اسے بڑی آسانی سے ڈال سکتی ہیں۔

یہ ہے زندگی کا وہ مادی تصور جسے مغربی لادین مفکروں اور اشتراکیت کے علمبرداروں نے انسانی معاشرہ کے لئے پیش کیا ہے۔ انسان کی انفرادی زندگی یعنی اس کے ذاتی احساسات و جذبات، اس کے عقائد و تصورات، اس کے اخلاقی معیارات ان دونوں کفری طاقتوں کے نزدیک ہر دور کے معاشی حالات کے تابع ہوتے ہیں۔ ان دونوں نے یہ سرتوڑ کوشش کی ہے کہ انسانیت میں اپنا یہ نظریہ راسخ کر سکے کہ انسانی افکار و نظریات، یا معتقدات میں کوئی بھی چیز مستقل قدر و قیمت کی حامل نہیں۔ اور انسان کے اندر کوئی ایسا جذبہ یا احساس موجود نہیں جسے انسانیت کا پائیدار مستقل اور حقیقی جوہر کہا جاسکے بلکہ ہر دور کا اپنا الگ ایمان اور الگ جوہر انسانیت ہے جس کا انسان کے روحانی احساسات سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ اپنے وجود کے لئے سرتاپا پیدائش دولت کے طریقوں کا مرہون منت ہوتا ہے انسان کے بارے میں ان دونوں کے طرز فکر نے نہ صرف انسان کا انسانیت کی وسیع برادری سے رشتہ منقطع کر دیا ہے بلکہ اسے انسانیت کی مشترک میراث سے محروم کر کے اسے عملاً اپنے دور کے معاشرے کی ایک بے حس مشین بنا کر رکھ دیا ہے۔

محمد صادق کاکڑ

کیا مسئلہ افغانستان حل مذاکرات ہیں ؟!

آٹھ سال کی مسلسل خونی معرکے کے بعد ایک ذی عقل انسان سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے اور کچھ سے کچھ سوچ لیتا ہے کہ آخر اس جنگِ کفر و اسلام کا حل کیا ہوگا ایک طرف تو پوری دنیا کی شیطانی قوتیں ہیں اور دوسری طرف با عزم با ایمان نہتے افغان ہیں ایک طرف سپر طاقت کا اسلحہ خانہ اور دوسری طرف ایمان کی نہ بجھنے والی چنگاری ہے۔ ایک طرف باطل پرستار اور دوسری طرف جیالے مجاہدین ہیں۔ ایک طرف گیارہ لاکھ شہداء اپنے خونِ جگر و جسم میں لت پت ہیں اور دوسری طرف شراب کی نہریں بہہ رہی ہیں، غرض ایک جابر ظالم مکار اور خونخوار نے ایک مظلوم انسان کو گھیرے رکھا ہے جابر کی ظلم بڑھتی ہے تو مظلوم کی آہ۔ عرشِ الٰہی سے ہو کر اَحد اَحد اللہ اکبر کی صدا بن کر در و بام میں گونجتی ہے اس گونج نے پوری انسانیت میں ایک نیا ولولہ اور عزم پیدا کر رکھا ہے غیرت کا پیغام ہے، عزت کا مقام، سرخروی ہے اور رضائے الٰہی ہے خونِ شہداء نے ہر ماں ہر بھائی اور معصوم بہن کے خون میں شہادت کا شوق پیدا کر دیا ہے۔ آنکھیں پرنم ہیں گرم آنسوؤں، ٹھنڈی ٹھنڈی آہوں اور سسکیوں کا سلسلہ طویل ہوتا جا رہا ہے۔ شہید کے خون کا ہر قطرہ قسم کھا کر کہتا ہے کہ اے میری بوڑھی بے کس ماں! اے میری زخمی جگر بہن! اے میرے معصوم بچو! تیرے ساتھ رہنا مجھے پسند تھا۔ لیکن خدا کی قسم محمد ؐ اور محمدؐ کی سنت تم سب سے محبت میں مجھ پر بھاری ہیں۔ لیکن بخدا مجھے آپ سے آپ کی عزت پیاری تھی آپ کا ایمان پیارا اس لئے میں نے چند قطرے بہا کر تمہیں زندگی بھر کے لئے خبردار کر چھوڑ دیا خدا کی قسم اگر میری مشن کو جاری رکھا نہیں جاتا تو یہ میرے خون، مجھ سے اور محمدؐ سے غداری ہے۔

ماں نے آنسو سے تر دامنِ غیرت کو خدا کے حضور پیش کرتے ہوئے قسم کھائی کہ خدایا! تو گواہ ... تو گواہ۔ میرا جینا میرا مرنا صرف تیرے لئے ہی ہے، لٰہذا میں اس عظیم مشن اسلام کو جاری رکھنے کا عزم کرتی ہوں تو توفیق دینے والا ہے تو اس عزم فولادی سے عرشِ الٰہی میں رحمت کا تلاطم برپا ہو جاتا ہے اور بندے کو خبردار کرتے ہوئے کہتا ہے

وَ لَا تَہِنُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ؕ

اب نتیجہ یہ برآمد ہو جاتا ہے کہ سپر طاقت کو شکست فاش ہو جاتا ہے پوری دنیا میں قوم پرست، کمیونسٹ، سوشلسٹ اَمن و آشتی کا ڈھونگ رچاتے ہیں۔ اپنی ہار ذلت کو صلح کا نام اور اپنی کھوئی ہوئی عزت کو امن کا پیغام بنا کر شاہین کو دام میں پھنسانے کا ناپاک چال چلاتے ہیں اور مذاکرات کی پیش کش کی جاتی ہے۔ بقول کسے۔

ایک بار ایک بلی بھوک کی شدت سے تڑپتی ہوتی ایک بل کے پاس کھڑی تھی کہ اُسے ایک چوہا نظر آیا۔ بلی نے چوہے سے کہا کہ ذرا اپنے بل سے باہر آ میں تمہیں سو روپے دے دوں گی۔ چوہے نے کہا۔ بلی اماں۔ اُجرت زیادہ فاصلہ کم ہے مجھے تمہاری نیت پر شک ہے، ہمیں تو چار پانچ سال پہلے روس کی شکست کا واقعی یقین تھا اور اس چالِ صلح کو ہم روس کی پرانی خصلت گردانتے تھے لیکن یہ افغانستان ہے آج تک کسی بھی سپر پاور نے یہاں اپنے پنجے رگڑنے کے بعد صحیح سلامت نہیں اُٹھائے ہیں۔ اب ماسکو تک جانے کا مصمم ارادہ افغان کر چکے ہیں گیارہ لاکھ شہداء کے خون کا یہی پیغام ہے کہ پوری دنیا سے شیطانی قوتوں کو ختم کر دو اَب مذاکرات کس کے ساتھ ہو رہے ہیں کس بات پر ہو رہے ہیں۔ روس نے جب اپنی ایک لاکھ پندرہ ہزار سرخ فوج کو افغانستان میں داخل کی تو کس کے مشورے پر اور کس سے مذاکرات کئے گئے تھے؟ ۹ سال میں ایک لاکھ سے زیادہ فوج داخل کر دیا گیا۔ اب اس کا انخلا چھ مہینے میں کیسے ہو سکے گا۔ یہ زخم سر نہیں زخم جگر ہے۔ انشاء اللہ ذلت و رسوائی ہی روسی درندوں کا مقدر ہے۔ مجاہدین سرنگون کامیاب ہیں اور کامیاب رہیں گے۔ انشاء اللہ اسلامی انقلاب کا سورج افغانستان سے ہی طلوع ہوگا۔

ترجمہ عبدالحی عثمانی

روس افغانستان سے نکلنا نہیں چاہتا

روس کی حملہ آور فوج کے خلاف افغان عوام کی جدوجہد آٹھویں سال میں داخل ہو گئی ہے۔ اگر افغان مجاہدین اور روسیوں کو سرزمین افغانستان نکالنے اور روسیوں کی پٹھو حکومت سے جان چھڑانے میں کامیاب نہیں ہوئے تو انہیں بھی کچلنے اور ختم کرنے میں روس کو کامیابی نہیں ہوئی جدوجہد برابر جاری ہے اور نتیجہ ہنوز مشکوک ہے

روسی برابر اس بات کا اشارہ دے رہے ہیں کہ وہ افغانستان سے نکلنے اور لڑائی بند کرنے کو تیار ہیں مگر یہ کوئی نئی بات نہیں۔ گزشتہ جولائی میں روسی کمیونسٹ پارٹی کے جنرل سیکرٹری میخائل گورباچوف نے ولاڈی واسٹک میں جو اعلان کیا تھا وہ کریملن سے مسلسل جاری ہونے والے۔ اسموک سگنلز ہی کی ایک کڑی تھی اور اس کا سلسلہ دسمبر ۱۹۷۹ء سے جاری ہے جب روسیوں نے افغانستان پر چڑھائی کی تھی۔ حملہ سے صرف دو ماہ بعد فروری ۱۹۸۰ء میں امریکی تاجر آرمنڈ ہیمر نے ماسکو سے آکر یہی پیغام دیا تھا اور دنیا کو یہ باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ لیونیڈ برزنیف نے یقین دلایا ہے کہ انہیں اپنی غلطی کا افسوس ہے کہ انہوں نے افغانستان پر حملہ کرنے کا حکم دیا اور وہ پورے خلوص سے اس غلطی کی تلافی کرنا چاہتے ہیں اس کے بعد سے اب تک اس قسم کے اشاروں کا سیلاب آتا رہا ہے اور جو با اثر لوگ روس گئے ہیں انہیں یہی یقین دہانی کرائی جاتی رہی ہے اور وقفہ وقفہ سے ایسے اشارے دیتے جاتے رہے ہیں۔ مسٹر گورباچوف کے ریمارک میں صرف نئی اور انوکھی بات یہ ہے کہ اب یہ بات برسر عام کہی گئی ہے جبکہ اس سے قبل ایسے اشارے مختلف افراد کی وساطت سے موصول ہوتے رہے ہیں۔

روس کی طرف سے اس قسم کے پیغامات خاص طور پر ایسے واقعات پیش آنے سے پہلے دیئے جاتے ہیں جن کے بارے میں روس کو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اب دنیا کی توجہ افغانستان کے مسئلہ کی طرف ہو جائے گی۔ ایسے پیغامات بطور اشارے باقاعدہ طور پر اس وقت سامنے آتے ہیں جب اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کا اجلاس ہونے والا ہوتا ہے اور اس میں یہ مسئلہ زیر بحث آنے والا ہوتا ہے کہ روس افغانستان سے اپنی افواج نکال لے یا سال کے آخر میں جب ذرائع ابلاغ پورے سال کا جائزہ لیتے ہوئے افغان مسئلہ پر تبصرہ کرنے والے ہوتے ہیں اور جب اقوام متحدہ کی وساطت سے اس مسئلہ کے سیاسی حل کی تلاش میں جنیوا مذاکرات کا آغاز ہونے والا ہوتا ہے تو پھر ایسے اشارہ اور پیغامات ملنا شروع ہو جاتے ہیں۔ روسی پیغامات کا مرکزی نقطہ نظر ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ بین الاقوامی برادری کوئی نمایاں قدم نہ اٹھائے ورنہ ممکن ہے کہ روس افغانستان سے اپنی فوجیں نکال لینے کا ارادہ بدل دے۔

لیکن اس اثنا میں افغانستان میں روس کی فوجی کارروائیاں جاری رہتی ہیں اور عملاً روس ایسا کوئی عندیہ ظاہر نہیں کرتا کہ وہ افغانستان پر قبضہ ختم کرنا اور اس ملک سے نکل جانا چاہتا ہے۔

افغانستان روسی فوج کے لئے خوش قسمتی کے دروازہ اور ایک ایسا میدان ہے جہاں وہ جی بھر کر جنگی مشقیں کر سکتے ہیں اور اپنی فوجی صلاحیتیں آزما سکتے ہیں جنگ عظیم دوم کے بعد سے انہیں ایسا کوئی موقع نہیں ملا تھا کہ وہ نہ صرف اپنے اسلحہ کی ہلاکت خیزی کا تجربہ کر سکیں بلکہ اپنی عسکری تنظیم اور حملہ کرنے کی صلاحیت بھی صحیح طور پر اندازہ کر سکیں افغانستان کے نئے اڈے کی وجہ سے روس کو خلیج فارس بحر ہند اور جنوبی ایشیا میں اپنی حیثیت بہتر بنانے میں مدد ملی ہے روسی فوجی ماہر یوسف بوڈانسکی کے مطابق ۱۹۸۰ء ہی میں جنوب مغربی افغانستان میں جو فوجی مشقیں کی گئیں ان کے نتائج سے روس کو یہ قوی اطمینان ہو گیا کہ روسی صرف ایک ہفتہ میں آبنائے ہرمز تک پہنچ سکتے ہیں اور اس سے انہیں ایران کے سلسلہ کوہ زاغروس کی رکاوٹ عبور کرنے میں بھی آسانی ہو گی گزشتہ برس روسیوں نے کاکیشیا کے پہاڑوں میں ایک زبردست فوجی مشق سے پہاڑی جنگ کا جو تجربہ حاصل کیا ہے اس کو نہایت آسانی سے ترکی اور ایران میں کام میں لایا جا سکتا ہے بہت بڑی تعداد میں افغانستان میں مستقل فوجی اڈے جو جنوب مغربی افغانستان واخان میں قائم کئے گئے ہیں اور ان کے مقاصد کے حصول کے لئے ہیں شین ڈنڈ ائیر بیس سے جہاں جدید ترین برقی آلات نصب ہیں روس کو بحر ہند اور اس کے ملحقہ علاقوں پر نظر رکھنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ افغانستان میں روسیوں کو جو جانی

نقصانات اٹھانے پڑ رہے ہیں وہ ماسکو کے نزدیک قابل قبول ہیں اور اس پر جو اخراجات ہو رہے ہیں وہ بھی روسیوں کے اندازوں سے زیادہ نہیں ہیں ایک بہت بڑے روسی افسر نے جو مسٹر گورباچوف کے ساتھ بھارت کے دورہ پر گیا تھا کہا کہ افغانستان میں روس کا ایک پیسہ بھی خرچ نہیں ہو رہا ہے۔ کیونکہ اس کے بدلے میں بہت بڑی مقدار میں افغانستان سے قدرتی گیس روس پہنچ رہی ہے اور روس کا یہ بھی منصوبہ ہے کہ افغانستان میں موجود لوہے کے بہت بڑے ذخائر کو کام میں لائے نیز وہاں موجود تانبے اور دوسری دھاتوں سے فائدہ اٹھائے اور یہ بھی امکان ہے کہ وہاں سے تیل بھی دستیاب ہو جائے اس طرح ممکن ہے کہ افغانستان پر روسی فوجوں کا حملہ ماسکو کے لئے منافع کا باعث بن جائے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ سوویٹ لیڈر اس بات کو ترجیح دیں گے کہ افغانستان میں کوئی سیاسی سمجھوتہ ہو جائے جس کے باعث دنیا کی توجہ افغانستان کی طرف سے ہٹ جائے اور افغانیوں کو مدد ملنا بند ہو جائے۔ ساتھ ہی افغان جدوجہد دم توڑ دے اس کے بعد روس بڑے سکون اور اطمینان سے افغانستان پر اپنا قبضہ مستحکم کرنے کی کوشش کرے گا جیسا کہ وہ وسط ایشیا میں اس سے پہلے کر چکا ہے ماسکو اور اس کے پٹھو کابل میں یہ بات صاف صاف کہہ چکے ہیں کہ روسی فوجوں کا ارادہ افغانستان میں اس وقت تک ٹھہرنے کا ہے جب تک کہ افغانستان میں روس کی حمایت سے ایک منظم اور مستحکم حکومت قائم نہ ہو جائے حالیہ مشورہ کہ حزب مخالف کے ارکان کو حکومت میں شامل کیا جا سکتا ہے محض ایک دھوکہ اور فریب ہے اور اس کا مقصد یہ ہے کہ افغان مجاہدین کے مابین اختلاف پیدا کرایا جائے۔ جس طرح کہ اب سے ساٹھ برس قبل وسط ایشیا میں وہاں کے لوگوں کو باہم لڑا کر اقتدار حاصل کیا گیا تھا روس کے اس ظالمانہ فیصلے نے کہ افغانستان پر مستقل قبضہ رکھا جائے۔ افغانستان میں دہشت گردی کی حکمت عملی کو جنم دیا ہے جس کے بارے میں گذشتہ سال اقوام متحدہ کے کمیشن برائے حقوق انسانی کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ روس افغانستان میں نسل کشی کر رہا ہے افغان عوام کو مجبور بنانے یا انہیں دبانے میں ناکامی کے بعد اب روس نے یہ سادہ سی حکمت عملی اپنائی ہے کہ افغانوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے۔ چنانچہ افغانوں کو ملک سے باہر نکال کر یا انہیں ہلاک کر کے جنوبی حصہ خالی کرا لیا گیا ہے درحقیقت ۱۹۸۲ سے روس کا نشانہ مجاہدین نہیں بلکہ بیگناہ عوام ہیں۔ ماہرین کے اندازوں کے مطابق اب تک دس لاکھ شہری ہلاک کئے جا چکے ہیں اور لاکھوں کی تعداد میں زخمی ہو کر بے کار ہو چکے ہیں۔ کھیت بنجر ہو گئے ہیں کیونکہ قابض فوجوں نے آبپاشی کا نظام برباد کر دیا ہے اور یہ سب دانستہ کیا گیا ہے تاکہ ملک فاقہ کشی کا شکار ہو جائے بچوں کو سنگینوں سے ہلاک اور زخمی کیا جاتا ہے لوبی ٹریپ لگائے جاتے ہیں اور انسانوں کا شکار کیا جاتا ہے بچوں کو کھلونوں کی شکل کے بموں سے مارا جاتا ہے۔

روسی فوجیں گاؤں میں داخل ہو جاتی ہیں لوٹ مار حرام کاری۔ قتل و غارتگری کرتی ہیں لوگوں کو زندہ جلا یا جاتا ہے۔ دیہاتوں پر تشدد کیا جاتا ہے تاکہ لوگ دہشت زدہ ہو جائیں اور یہ تمام کاروائیاں اسی پیمانے پر کی جاتی ہیں جیسے نازی جرمن کیا کرتے تھے اس ظلم کا صرف ایک واقعہ جس کی تفصیل اقوام متحدہ کی رپورٹ میں بیان کی گئی یہ ہے کہ سولہ بوڑھے لوگوں کو ہتھکڑیاں لگا کر ہیلی کاپٹر میں سوار کیا گیا اور بلندی پر لے جا کر انہیں زمین پر پھینک دیا گیا اور ان پر نشانے کی مشق کی گئی جب وہ ہیلی کاپٹر سے گرے تو روسی فوجیوں نے ان گرتے ہوئے انسانوں پر نشانے لگائے ہزاروں ایسے مظالم کی داستانیں انسانی حقوق کے کمیشن نے قلم بند کی ہیں پورا جنوبی علاقہ باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت ویران کر دیا گیا تاکہ اس کو پاکستان کے علاقہ میں موجود مجاہدین کے اڈوں اور معدنیات سے مالا مال شمالی علاقے کے درمیان ایک حد فاصل بنا دیا جائے۔ پچاس لاکھ سے زائد افغان یعنی افغانستان کی ایک تہائی آبادی کو اس بات پر مجبور کیا گیا کہ وہ ملک چھوڑ کر چلے جائیں۔ تیس لاکھ سے زائد افغان پاکستان میں پناہ گزین ہیں اور تقریباً بیس لاکھ ایران میں پڑے ہوئے ہیں ان میں سے تین چوتھائی بچے اور عورتیں ہیں ان تمام حالات اور واقعات کے باوجود افغان مجاہدین اپنی جنگ آزادی جاری رکھے ہوئے ہیں تاکہ وہ اپنے ملک کو روس کی غلامی سے آزاد کرا سکیں انہوں نے اپنی آزادی کی جنگ بغیر کسی کی امداد کے شروع کی تھی اور ایسے وقت جب وہ خالی ہاتھ تھے اور انہوں نے اس جنگ کو جاری رکھنے کی قسم کھائی تھی خواہ وہ تنہا ہی کیوں نہ ہوں اور یہ موجودہ دنیا میں شاید ایک مثال ہے کہ ایک سپر طاقت کے خلاف نہتے لوگ صف آرا ہو گئے آٹھ برس سے زائد گزر چکے ہیں اور انہوں نے ثابت کر دیا ہے ایک کمزور اور چھوٹی جماعت اپنے سے بہت بڑی طاقت کے خلاف عظیم مقصد کے حصول کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا سکتی ہے انہوں نے روس کی ناقابل تسخیر طاقت سے مقابلہ کیا ہے اور اسے ہلا کر رکھ دیا ہے حالیہ نسلی فسادات جو قازقستان میں ہوئے یہ خود روس میں افغان مجاہدین کی جنگ آزادی کی بازگشت ہے۔

افغان مجاہدین کی جدوجہد آزادی جتنی غیر معمولی ہے اتنی ہی اس مسئلہ پر پوری دنیا کی خاموشی غیر معمولی ہے اگر جنوبی افریقہ میں ۱۲۔افراد مارے جائیں تو تمام دنیا کے اخبارات بڑی بڑی سرخیاں لگا کر اس خبر کو شائع کرتے ہیں بڑے بڑے احتجاجی جلوس نکلتے ہیں اور بڑی حکومتوں کے سربراہ اس

> روس کا دعویٰ ہے کہ
> کہ افغانستان میں اسکی
> مداخلت دوستی کی نذر ہیں
> مثال ہے دوسرے ممالک کو
> اس دعویٰ پر غور کرنا چاہیئے

کی مذمت کرتے ہیں مگر افغانستان میں ہزاروں لاکھوں افراد کی ہلاکت پر دنیا کے لیڈر اور عوام خاموش رہتے ہیں یہ ہے دنیا کا رویہ افغان مسئلہ پر۔ یہ بات خاص طور پر بڑی حیرت انگیز ہے کہ افغانستان کے اہم مسئلہ کو وہ بھی نظر انداز کر رہے ہیں جن کا براہ راست تعلق ہے پاکستان کے رشتے کے ساتھ افغانستان کے تمام ہمسائے جو کہ جنوب اور مشرقی ایشیا سے تعلق رکھتے ہیں لا تعلق رہ بھی نہیں سکتے تھے کیونکہ اس کو صورتحال سے براہ راست خطرہ ہے اور پاکستان اس بات قابل تعریف ہے کہ لاکھوں افغانوں کو اسلئے پناہ دے رکھی ہے اور ان کی ہر ممکن مدد کر رہا ہے باوجود بین الاقوامی مدد کے نصف اخراجات خود پاکستان کو برداشت کرنا پڑ رہے ہیں اس کے علاوہ حکومت پاکستان روس اور افغانستان کی بڑھتی ہوئی دھمکیوں کے باوجود نہایت سختی سے اپنے موقف پر قائم ہے روس کی سرحدوں کی ہزاروں خلاف ورزیاں کی جا رہی ہیں ان میں زمینی اور فضائی خلاف ورزیاں شامل ہیں۔ بمباری کی جا رہی ہیں تخریب کاری کرائی جا رہی ہے اور ملک میں دہشت پھیلانے کی ہر ممکن کوشش براہ راست کابل سے کی جا رہی ہے عوامی جمہوری چین اپنے گرد اس اہم فوجی محاصرہ کو نہایت تشویش کی نظروں سے دیکھ رہا ہے اور افغان مجاہدین کی مدد کر رہا ہے اب جاپان نے بھی پناہ گزینوں کو امداد دینا شروع کر دی ہے امریکہ اقتصادی اور فنی امداد کے علاوہ اخلاقی امداد بھی مہیا کر رہا ہے آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ میں بعض چھوٹی چھوٹی تنظیمیں اس بات کی کوشش میں لگی رہتی ہیں کہ افغان مجاہدین کے لئے رقم اکٹھی کریں اور انسانیت کی خدمت کریں مگر باقی دنیا بالکل خاموش ہے یہ خیال تھا کہ وہ ممالک جن کی شاہراہیں بحر ہند سے گزرتی ہیں ضرور روس کے خلاف لب کشائی کریں گی اور اپنے عوام کو افغانستان کی صورت حال سے آگاہ کریں گی اور یہ توقع بھی تھی کہ بہت سے دوسرے ممالک جن کی بہت بڑی اکثریت مسلمانوں پر مشتمل ہے وہ روس کے اس ظلم اور انسانیت سوز حرکت کے خلاف آواز اٹھائیں گے مگر ایسا نہیں ہو رہا ہے ہر آدمی کو یہ توقع تھی کہ بھارت جو امپیریل ازم کے خلاف جنگ لڑ چکا ہے اور اخلاقیات کا بہت بڑا علمبردار بنتا ہے اور بین الاقوامی دنیا میں انسانی حقوق کی بڑے زوروں سے وکالت کرتا ہے اس مسئلہ پر نہایت صفائی اور بیباکی سے بولے گا مگر بھارت نے نہ صرف اس مسئلہ پر بولنے سے انکار کیا بلکہ روس کی مذمت کرنے سے بھی انکار کیا۔ بھارت افغانستان کا ہیٹھو

(باقی صفحہ ۴۱ پر)

تحریر : سید عبداللہ "پاچا"

روسی مسلمان باشندے کھلم کھلا اسلامی کتب و رسائل کا مطالعہ کرنے لگے ہیں

"وہ مطالعے کے لیے مجاہدین سے اسلامی لٹریچر چاہتے ہیں"

کمیونسٹوں کے خلاف افغان مجاہدین کا جہاد ایک اسلامی فریضہ اور ایک ایسا مقدس عمل ہے۔ جس کی وجہ سے کمیونسٹوں کے زیر تسلط تمام اقوام کے لئے قابلِ پیروی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ افغانستان کے مجاہدین کا مجاہدانہ کردار اور کئی معرکوں میں کمیونسٹوں پر آزادی خواہوں کی فتح یابی دیکھ کر روسی چنگل میں دیگر اقوام بالعموم اور مسلمان بالخصوص اپنی اپنی آزادی اور خود مختاری کے لئے پر تول رہے ہیں۔

افغانستان نے اپنی تاریخ کے طویل ترین جنگ میں دس لاکھ سے زیادہ افغانوں کی قربانی دے کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ اسلام اور آزادی کی خاطر جان کی بازی ہمیشہ سے ان کا وطیرۂ امتیاز رہا ہے۔ نیز ہزاروں کی تعداد میں بوڑھوں، بچوں اور خواتین کو جسمانی لحاظ سے بزدل دشمن نے مختلف زہریلے اسلحوں سے ناکارہ بنا کر دنیا پر ثابت کر دیا ہے کہ اس نے بین الاقوامی جنگی اصولوں کو بالائے طاق رکھ کر صنفِ نازک، معصوم بچوں اور کمزور و ناتواں بوڑھوں کو بھی معاف نہیں کیا۔ لیکن اس کے باوجود بھی افغانستان کا بچہ بچہ اپنے مقدس خون کے قندیلیں جلا کر باطل کے اندھیروں میں آزادی کی منزل کی طرف برابر بڑھ رہے ہیں اور اس وقت تک بڑھتے رہیں گے جب تک منزل سر نہیں ہوتی۔

مومن کی زندگی اس مقصد کے لئے ہوتی ہے کہ وہ خود بھی آزاد رہے اور دوسروں کو بھی ذلت، رسوائی اور غلامی کی زندگی سے نجات دلا کر باعزت زندگی گزارنے کے لئے آمادہ کرے۔ یہی اعلیٰ وارفع مقصد ہے کہ افغان مجاہدین اُٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ تاکہ وہ اپنے دشمن کو افغانستان پر جارحیت کا مزہ چکھا دیں۔

اللہ کا بڑا احسان ہے کہ افغان جہاد کی وجہ سے روس میں مسلمان باشندے اب جان چکے ہیں کہ وہ ایک الگ قوم اور الگ اسلامی تشخص کے مالک ہیں۔ لیکن اُن کا یہ اسلامی تشخص اُن سے روسی کمیونسٹ الحادی نظام کی وجہ سے چھین لیا گیا ہے اور اب وہ اسے بحال کرنے کے لئے بے چین ہیں۔

روس کے مختلف مسلم ریاستوں میں لوگوں کے دلوں میں اسلامی محبت بڑھتی جا رہی ہے اور اسلامی شعائر اپنانے کے لئے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں حتیٰ کہ روسی حکومت کے سرکاری ذرائع ابلاغ بھی اس حقیقت کا واضح طور پر اعتراف کر چکے ہیں۔

سال رواں کے فروری میں روسی خبر رساں ایجنسی تاس نے "یہ خبر شائع کی کہ " گذشتہ چار پانچ ہفتوں سے قازقستان میں مسلمان طلبہ کے بڑے گروہوں نے ایک زبردست احتجاجی مہم چلا رکھی ہے۔"

مزید اس احتجاجی جلوس کے متعلق سرکاری اطلاع میں بتایا گیا تھا۔ کہ، "اس میں مظاہرین ڈنڈوں اور دھات کی سلاخوں سے مسلح تھے یہ مظاہرین اس بات پر اظہار غم و غصہ کر رہے تھے۔ کہ کمیونسٹ پارٹی کے لیڈر دین محمد کوالیئوف (جو قازق مسلمان تھا) کی جگہ روسی نژاد کی جینا ڈی کولین کا تقرر کیوں کیا گیا ہے"۔

روس میں اسلام کی طرف مسلمان باشندوں کے رجحانات کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ انہیں اب ایک دہری اور الحادی کی نسبت مسلمان قومیت کا حامل تشخص سے

کتنی رغبت ہے اور یہ جذبہ اخوت و قومیت اس وقت ابھرتا ہے۔ جب مسلمانوں میں اسلام کی محبت اور شعائرِ اسلام پر پابندی کا احساس اور جذبہ متمکن اور جاگزیں ہو جائے۔ لیکن اس کے باوجود بھی روس میں بڑے پیمانے پر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف تشدد اور پروپیگنڈے سے کام لیا جاتا ہے اور اسلام کی بیخ کنی کے لئے مختلف قسم کے حربے استعمال کئے جاتے ہیں۔ اس کے باوجود بھی مسلم قومیت کے باشندوں کا یہ حال ہے کہ الحادی نظریات کے حامل لوگوں کے خلاف ان کی نفرت بڑھتی جا رہی ہے اور کمیونسٹ نظام سے اظہار بیزاری کیا جاتا ہے۔

مسلمان باشندوں کے ان اسلامی رجحانات سے روسی ارباب اقتدار بخوبی واقف ہیں۔ چنانچہ پچھلے دنوں ایک روسی رہنما نے اپنی ایک تقریر کے دوران برملا اعتراف کیا کہ:

"وسطِ ایشیاء کی مسلمان ریاستوں مثلاً قازقستان، ازبکستان، تاجکستان ترکمنستان وغیرہ کے کمیونسٹ ارکان بھی روس کے وفادار نہیں۔ ان کی ایک جیب میں کمیونسٹ پارٹی کا شناختی کارڈ ہوتا ہے۔ تو دوسری جیب میں قرآن۔"

یہ مثال صرف نمونے کے طور پر دیا گیا۔ ورنہ اس طرح کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں۔ جو روسی ڈکٹیٹرشپ میں اسلام سے مسلمان باشندوں کا والہانہ محبت اور اسلامی شعائر پر ان کے پابندی کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔

اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ روسی سرحد کے اُس پار مسلمان باشندوں نے اپنے مذہب اسلام کو سمجھنے کے لئے اسلامی لٹریچر کا بھی بغور اور کھلم کھلا مطالعہ شروع کیا ہے۔ یہ تمام لٹریچر افغان مجاہدین انہیں مہیا کر رہے ہیں۔

۱۹۷۹ء میں افغانستان کے اسلامی سرزمین پر جب روس نے لشکر کشی کی اور یہاں سوشیال امپیریالیزم کے سرخ بادل امنڈ آئے۔ تو افغانوں نے اس کے خلاف مسلح جہاد کا آغاز کیا اور اب اس جہاد کا دائرہ کار روسی سرحد تک پھیل گیا ہے۔ تو افغان مومن مجاہدوں نے مسلح جہاد کے ساتھ ساتھ ثقافتی جہاد کو بھی فروغ دیکر روس کے اندر اسلامی لٹریچر کی تقسیم کا مہم شروع کیا ہے۔ اور یہ اس لئے کہ افغان مجاہدین کا اصل مقصد اسلامی بیداری ہے۔

یاد رہے کہ یہ لٹریچر صرف روسی زبان میں ہوتی ہے۔ کیونکہ روس میں قومی و سرکاری دونوں زبان روسی ہے۔

دس بارہ دن پہلے پشاور میں جمعیت اسلامی افغانستان کی ثقافتی کمیٹی کے دفتر میں عبدالمالک نامی ایک مجاہد سے راقم الحروف کی ملاقات ہوئی۔ عبدالمالک کا تعلق صوبہ کندز سے ہے جو روس سے مشترک سرحد رکھتا ہے۔

عبدالمالک نے بتایا کہ سال میں ایک دو مرتبہ وہ ضرور اسلامی کتب و رسائل اور پوسٹر وغیرہ جو روسی زبان میں ہوتے ہیں۔ کندز سے لے جا کر دیگر ساتھیوں کی مدد سے روس میں مسلمان بھائیوں کو پہنچاتے ہیں انہوں نے کہا کہ اس سے پہلے بھی انہوں نے نماز اور سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر روسی زبان میں رسالے وغیرہ لے گئے تھے۔ اور اب سرحد پار کی مسلمان ریاستوں میں بسنے والے مسلمانوں کی خواہش پر اسلامی لٹریچر کو ان تک پہنچانے کی غرض سے آئے ہوئے ہیں۔

عبدالمالک نے کہا کہ وہاں کے مسلمان نوجوانوں میں اسلامی کتب کے مطالعہ اور پڑھنے کا شوق اتنا بڑھ گیا ہے کہ وہ ہر طریقہ سے مذہبی لٹریچر حاصل کرنے کے درپے ہیں۔ عبدالمالک نے اس کارِ خیر کو فرہنگی اور علمی جہاد سے تعبیر کیا۔

افغانستان پر روسی فوج کی یلغار اور اسلامی جہاد کے آغاز ہی سے افغان مجاہدین اور روسی مسلمان باشندوں کے درمیان رابطہ قائم ہوا ہے۔

آخر میں عبدالمالک نے امید ظاہر کی کہ ان کے دانشور اور صحافی بھائی اگر پوری لگن سے اپنی خدا داد صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں اور روسی مسلمان بھائیوں کے لئے روسی زبان میں زیادہ سے زیادہ اسلامی لٹریچر مہیا کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ روسی مسلم ریاستوں میں ایک اسلامی انقلاب برپا نہ ہو جائے۔ اور اس طرح ایک بار پھر وہ اپنی سیاسی اور مذہبی آزادی سے ہمکنار نہ ہو جائیں۔

ریاض احمد پرواز

اے روس خبردار

یخ بستہ پہاڑوں پہ لہو گرم گرا ہے
جمتے ہی نہیں پاؤں عجب تیز ہوا ہے
تکبیر مجاہد کسی کافر کی قضا ہے
افغان کی للکار ہے اللہ اکبر اللہ اکبر
اے روس خبردار، خبردار، خبردار

مصروفِ دُعا سجدے میں بندوق سنبھالے
قندہار کے غازی ہیں یہ غزنی کے جیالے
محمود کے وارث ہی گراتے ہیں شوالے
افغان کی للکار ہے اللہ اکبر، اللہ اکبر
اے روس خبردار، خبردار، خبردار

ہاتھوں سے بھی کر لیتے ہیں چیتوں کی پٹائی
تم نے یہ عجب شان زمانے کو دکھائی
بندوق کی ٹینکوں سے بھی ہوتی ہے لڑائی
افغان کی للکار ہے اللہ اکبر، اللہ اکبر
اے روس خبردار، خبردار، خبردار

پرچم پہ یہ سُرخی ہے غریبوں کے لہُو کی
وہ کام دکھاتے ہیں ہتھوڑا و درانتی
ایمان ہو یا اُن، نہیں خبر کسی کی

افغان کی للکار ہے اللہ اکبر، اللہ اکبر
اے روس خبردار، خبردار، خبردار

باقی کہاں رہتے ہیں نشاناتِ جفا جُو
مِٹنے کو ہے ہر نقشِ ستم کیش و ستم جُو
دکھلاؤ کہاں ہیں کوئی چنگیز و ہلاکو
افغان کی للکار ہے اللہ اکبر، اللہ اکبر
اے روس خبردار، خبردار، خبردار

ہم کو ابھی کرنے ہیں بخارا کے نظارے
آباد لہُو سے ہوں سمرقند کے رستے
کس زعم میں آئے ہیں یہ زاروں کے چہیتے
افغان کی للکار ہے اللہ اکبر، اللہ اکبر
اے روس خبردار، خبردار، خبردار

مہمند ہیں باجوڑ ہیں مینگل ہیں مری ہیں
بولان کے خیبر کے جواں کتنے جری ہیں
سب پیروِ دستورِ حسین ابن علی ہیں
افغان کی للکار ہے اللہ اکبر، اللہ اکبر
اے روس خبردار، خبردار، خبردار

قاتلِ قوم کے نام

کب تک مجبور لوگوں پر ستم ڈھاؤ گے تم
آتش و آہن کی کب تک آگ برساؤ گے تم

کب تک یہ بربریت، قاہری، غارت گری
کب تک اغیار کی طاقت پہ اتراؤ گے تم

کب تک پیتے رہو گے قوم بے بس کے لہو
کب تک جبر و ستم کی آگ بھڑکاؤ گے تم

کب تک جور و جفا کب تک فسق و فجور !
کب تک اس قصہ خونین کو دہراؤ گے تم

کب تک بھڑک رہے گی وحشت وظلمت کی آگ
کب تک جور و جفا پہ اور اتراؤ گے تم

کب تک باقی رہے گا تیری چنگیزی کا راج
وحشت وظلم وستم کی انتہا پاؤ گے تم

تری مرقد ہوگی آخر کو ہماروں کی زمین
ایک دن آخر مظالم کی سزا پاؤ گے تم

ننگِ مذہب ننگ ملت، ننگ دین، ننگ وطن
ننگ انسان جلد ہی بے موت مر جاؤ گے تم

افغانستان سے تمام روسی انخلا ہی سے پائیدار امن قائم ہو سکتا ہے

ترجمہ و ترتیب : عبدالحبیب ہمدرد

شہید پرور صوبہ ہرات کے نامی گرامی کمانڈر اور افغانستان کے جنوب مغربی صوبوں کے زونل کمانڈر جناب محمد اسماعیل خان نے ۱۶ر جنوری ۱۹۸۷ء کی شام تہران میں ریڈیو بی بی سی کے نمائندے سے ایک نشست میں ہرات کے جہادی کارناموں اور دیگر امور پر ایک تفصیلی گفتگو کی ہے۔

اس انٹرویو کی خاص اہمیت کے پیش نظر ہم اس کا خلاصہ اپنے ماہنامہ مشعل کے عزیز اور گرامی قدر قارئین کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔

صوبہ ہرات کی جنگی کارروائیوں کی خبریں کماحقہ بیرون ملک نہیں پہنچ پاتی حالیہ دنوں میں کابل سوویت فوجیوں نے صوبہ ہرات کے مجاہدوں کے اہم ٹھکانوں پر ایک بار پھر ایک نئے اور وسیع حملے کا آغاز کیا ہے۔ صوبہ ہرات کے ایک جیالے اور نامور کمانڈر جناب محمد اسمٰعیل خان جن کا تعلق جمعیت اسلامی افغانستان سے ہے۔ آپ کو ہرات میں افغانستان کے جنوب مغربی صوبوں میں بھی جمعیت اسلامی افغانستان کے ایک اعلیٰ کمانڈر اور امیر کی حیثیت سے جہادی مشن کو بہ طریق احسن چلانے کا شرف حاصل ہے۔ حالیہ دنوں جب جمعیت اسلامی افغانستان کے گراں قدر رہبر پروفیسر برہان الدین ربانی ایک دوستانہ سفر کے تحت تہران میں قیام پذیر تھے تو جناب محمد اسمٰعیل خان بھی جمعیت اسلامی کے رہبر سے ملاقات کے لئے تہران تشریف لائے۔ وہاں بی بی سی کے نمائندے جناب باقر معین نے ان سے ہرات میں جاری جہادی مشن اور خاص طور پر کابل انتظامیہ کی جانب سے جنگ بندی کی پیش کش کے بارے میں جو تفصیلی گفتگو کی ہے۔ وہ درج ذیل ہے:-

سوال : جناب محمد اسمٰعیل خان! کیا آپ یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ آج کل صوبہ ہرات میں مجموعی طور پر حالات کیسے ہیں؟

جواب : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ہرات

میں حالات اچھے ہیں۔ ہمارے جیالے اور سربکف مجاہدین جہادِ مقدس کے مورچوں میں سینہ تانے دشمن کے مقابلے میں سرگرم پیکار ہیں۔ گذشتہ دنوں کابل سودیت فوجیوں نے ۱۲ جنوری ۱۹۸۶ سے لے کر ۲۸ جنوری ۱۹۸۶ء تک ہمارے اہم ٹھکانوں پر فوجی حملہ کیا۔ اس حملے میں ۶۰۰۰ پیدل فوج اور تقریباً ۱۵۰۰ توپ بردار ٹینک شامل تھے۔ اس حملے میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں نصرت فرمائی۔ دشمن منہ کی کھا کر پسپا ہونے پر مجبور ہو گیا۔ ہمارے دلیر مجاہدین اپنے مورچوں میں ہر آنے والے حوادث کا سامنا اور اس سے بخوبی نپٹنے کی پوری صلاحیت رکھتے ہیں۔

سوال: کیا آج کل بھی ہرات میں حق و باطل کی جنگ جاری ہے؟ اگر جاری ہے تو کن کن علاقوں میں؟ ذرا تفصیل سے بتا دیجئے؟

جواب: ہاں: شاید آپ کو معلوم ہو کہ سال رواں ہرات جنگ کا مرکز تھا ہرات کے مغربی علاقوں میں ۱۹۸۶ کے آغاز سے آج تک شدید جنگ جاری ہے، دشمن لگاتار یکے بعد دیگرے ہمارے ٹھکانوں پر حملے کر رہے ہیں لیکن وہ آج تک ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکا ہر محاذ پر انہیں شکست کا منہ دیکھنا پڑا اور آج بھی ایک زخمی سانپ کی طرح تاؤ پیچ کھا رہا ہے۔ سالِ رواں کے دوران ہمارا دشمن ہرات میں نہایت مصروف رہا۔ حتیٰ اسے یہ بھی موقع نہ مل سکا کہ وہ صوبے غور اور بادغیس کے فوجی چھاؤنیوں میں اپنی فوج اور غذائی مواد پہنچائے۔ جنگ ہرات کے گوشے گوشے میں جاری ہے۔ خاص طور پر ہرات کے مغربی علاقے میں تو جنگ نہایت شدت اختیار کر چکی ہے۔

سوال: شہر نو اور شہر کہنہ جو ہرات شہر کے اہم علاقے سمجھے جاتے ہیں کیا وہاں آپ کے مجاہدین موجود ہیں؟

جواب: ہاں! ہمارے دلیر مجاہدین ہرات کے گوشے گوشے اور شہر کے اندر بھی متذکرہ مقامات میں موجود ہیں۔ وہ شہر نو اور ہرات کی شمالی شاہراہ پہ ہر شب دشمن پر زبردست حملے کر رہے ہیں اور جنگ کا سلسلہ تاہنوز جاری ہے۔

سوال: روسیوں نے آپ کے گھیرے (کمربند) کو جو آپ نے دشمن کے چاروں مضبوط قائم کر رکھا تھا۔ توڑنے کی کوشش کی تھی۔ کیا وہ اس گھیرے کو توڑنے میں کامیاب ہوئے یا ناکام رہے ہیں؟ ذرا تفصیل سے جواب دیں؟

جواب: صوبہ ہرات میں ہمارے دس مہینے کی جنگ کے بارے میں شاید آپ کو علم حاصل ہو چکا ہوگا اگر روسی فوجیں ہمارے قائم کردہ گھیروں کو توڑنے میں کامیاب ہو جاتیں تو پھر ہرات میں دس مہینے جنگ جاری نہ رہتی۔ اس لئے یہاں ہمارا یہ دعویٰ اس امر کی کھلی دلیل ہے کہ دشمن اپنے اس مذموم عزائم میں ناکام رہا۔ اور وہ ہمیں شہر سے باہر نہ نکال سکا مگر میں یہاں یہ بات بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ دشمن نے اپنی شکست کا بدلہ لینے کے لئے ہرات کے گرد و نواح علاقوں میں حتیٰ کھیتوں اور کھلیانوں میں بھی بارودی سرنگیں بچھا دیں جس کے نتیجے میں بہت سے نہتے اور مظلوم عوام خاص طور پر دہاقین جو اپنی کھیتی باڑی کے سلسلے میں وہاں گشت و گذر کر رہتے تھے اس بزدلانہ کارروائی کا شکار ہو گئے۔

سوال: اب آپ یہ بتائیے کہ آپ کے جہادی اڈوں اور دشمن کی فوجی چوکیوں اور چھاؤنیوں کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟

جواب: اب تو ہمارے اور ہمارے دشمنوں کے ٹھکانوں کے درمیان تقریباً ایک سو میٹر کا فاصلہ باقی ہے۔ ہمارے دلیر مجاہد دشمن کے قلب میں گھس کر ان پر پیہم کاری ضربیں لگاتے جا رہے ہیں۔

سوال: اچھا یہ بتائیے کہ آپ اپنا کارآمد اسلحہ کہاں اور کیسے حاصل کرتے ہیں؟

جواب: آج جو اسلحہ ہمارے پاس موجود ہے اسے ہم نے اپنے دشمن سے غنیمت کے طور پر حاصل کیا ہے اور اسی اسلحے کو اُن کے خلاف استعمال کر رہے ہیں۔ جب کبھی بھی ہم اپنے دین و وطن کے دشمنوں پر یلغار کرتے ہیں۔ تو ضرور کچھ نہ کچھ اسلحہ ہمارے ہاتھ لگ جاتا ہے ۴ ۲ حوت کو جب ہم نے ہرات کے فوجی گیریژن پر حملہ کیا تھا تو وہاں موجود فوجی تمام دستے اسلحہ سمیت ہم سے آملے آج وہی اسلحہ ہمارے پاس موجود ہے۔

سوال: جناب اسمٰعیل صاحب! اگر ممکن ہو۔ تو آپ یہ بتائیے کہ وہ علاقے

جو آپ کے کنٹرول میں ہیں۔ وہاں کے باشندوں کے لئے روزمرہ کارآمد آشیاء یعنی غذائی مواد، طبی سہولت اور ادویہ جات کہاں سے حاصل کی جاتی ہیں؟

جواب: اب جبکہ ہمارا دشمن ہر محاذ پر شکست سے دوچار ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ ہمیں فقرِ غذائی میں مبتلا کر کے علاقے میں قحط پیدا کرے۔ دشمن نے اپنے ناپاک منصوبوں کے تحت ۱۹۸۶ء کے دوران ہمارے علاقے کے کھیتوں اور کھلیانوں پر آگ لگانے والے بم برسائے۔ جس سے کھیتوں میں کھڑی فصلیں اور کھلیانوں میں پڑا اناج جل کر تباہ ہوگیا۔ روسیوں کی وحشیانہ بمباری کے نتیجے میں ہمارے نہتے مسلمان مجاہد عوام کی کثیر تعداد زخمی ہو جاتی ہے۔ ہمیں ان کے علاج معالجے کے لئے مفید ادویات کی ہنگامی ضرورت ہوتی ہے۔

سوال: گزشتہ دنوں جب کابل سوویت فوجیوں نے صوبے ہرات میں مجاہدوں پر ایک وسیع حملے کا آغاز کیا۔ تو جمعیت اسلامی کے عالی قدر رہبر جناب پروفیسر برہان الدین ربانی نے علاقے کے تمام مجاہدین سے یہ درخواست کی تھی کہ وہ فوراً آپ کی مدد کے لئے ہرات پہنچ جائیں۔ ذرا آپ یہ بتائیے کہ کیا اسی ہدایت کے مطابق کہیں سے آپ کی امداد کے لئے مجاہدین آئے یا نہیں؟

جواب: ہاں! جمعیت اسلامی افغانستان کے گراں قدر رہبر کی ہدایت کے مطابق صوبہ غور، بادغیس اور فراہ سے ایک تعداد مسلح مجاہدین ہماری مدد کے لئے فوراً آ پہنچ گئے تھے اور انہوں نے ہمارے شانہ بشانہ دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ آج بھی صوبے غور کی ایک تعداد مجاہدین ہمارے مورچوں میں چوکس بیٹھے ہیں۔

سوال: کیا دوسری تنظیموں کے مجاہدین بھی آئے تھے؟

جواب: ان تنظیمی پارٹیوں کے مجاہدین جو ہمارے گرد و نواح میں مورچے سنبھالے ہوئے ہیں۔ ہم سب کے درمیان اللہ تعالٰی کے فضل و کرم سے وحدت و اتحاد برقرار ہے یہی وجہ ہے کہ ہم سب ایک ہی صف میں کھڑے ہو کر اپنے دین و وطن کے دشمن کا مقابلہ کر رہے ہیں۔

سوال: کون کون سی پارٹیاں آج کل ہرات میں آپ کی مدد کر رہی ہے! حزب اسلامی یا کوئی اور پارٹی؟

جواب: حزب اللہ اور حزب اسلامی کے مجاہد ہمارے ساتھ شانہ بشانہ دشمن کے مقابلے میں سرگرم عمل ہیں دوسری پارٹیوں کے مجاہدین بھی محدود تعداد میں ہمارے ساتھ ہیں۔

سوال: افغان حکمران نجیب اللہ کی جنگ بندی کی پیش کش کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: میں تو یہ کہوں گا کہ اصلاً نجیب کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ جنگ بندی کا اعلان کرے۔ نجیب تو روسیوں کا ایک آلۂ کار ہے۔ جنگ بندی کی پیش کش تو روسیوں کو کرنا چاہیئے تھا ہم روسیوں کے خلاف نبرد آزما ہیں، نہ کہ نجیب کے۔ اگر ہم اس قسم کی جنگ بندی کی پیش کش کو قبول کرتے تو دو سال پہلے قبول کر لیتے۔ جب روسی جرنیل فیسوچوف اور جرنیل الوشین نے ہم سے جنگ بندی کی پیش کش کی تھی ہم کابل انتظامیہ کی اس پیشکش کو ایک حیلہ اور نیرنگ سمجھ کر مسترد کرتے ہیں۔ اسی قسم کا ایک دھوکا روسی پہلے بھی وسطی ایشیاء کے مسلمانوں کو دے چکے ہیں۔ اور جب وہ اپنے مورچوں سے نکل کر اپنا اسلحہ رکھ دیا تو پھر کمیونسٹوں نے ان کی ایک کثیر تعداد شہید کر ڈالا۔

روسی آج پھر وہی حکمت عملی ہم پر دہرانا چاہتے ہیں۔ لیکن وہ ہمیں اس پھندے میں نہیں پھنسایا جاسکتا

سوال: سالوں سال تو جنگ اور خون ریزی جاری نہیں رہ سکتی آپ یہ بتائیے کہ افغانستان میں کس طرح صلح و امن برقرار ہو سکتا ہے؟

جواب: ہمیں یقین ہے کہ روسیوں کو افغانستان میں اپنی شکست کا احساس ہو چکا ہے۔ اب وہ مجبور ہیں کہ ہماری سرزمین سے نکل جائیں۔ افغانستان میں صرف اس وقت پائیدار امن برقرار ہو سکتا ہے۔ جب روسی تمام فوجیں ہماری سرزمین سے نکل جائیں اور افغان عوام اپنی مرضی کے مطابق ایک اسلامی حکومت کو تشکیل دیں جب تک خود افغان عوام اپنے مستقبل کا یقین نہ کریں۔ افغانستان میں امن ممکن نہیں۔

سوال: بہت اچھا اگر روسی فوجیں افغانستان سے نکل جائیں تو کیا آپ نجیب سے بات چیت کرنے کو تیار ہیں؟

جواب: نجیب سے بات چیت کرنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ نجیب ہے

(باقی ص پر)

روسی سامراج اور افغانستان

تحریر: موسیٰ خان جلالزی

افغانستان میں روس کی دلچسپی عہد نماز سے ہے پیٹر دی گریٹ وصیت ۱۷۷۵ء میں پہنچی تھی جس میں اس نے مستقبل کے روسی حکمرانوں کو حکم کو مشورہ دیا تھا کہ وہ قسطنطنیہ اور ہندوستان تک محدود مملکت بنائیں جو شہنشاہ ان علاقوں کا مالک ہوگا وہ حقیقی معنوں میں پوری دنیا پر حکمرانی کر سکے گا بحیرۂ عرب اور گلف تک پہنچنے کی کوشش ہر روسی سربراہ کی پالیسی کا مرکز رہا ہے اس علاقہ کو دنیا کی ناف کہا گیا اور پیٹر دی گریٹ کی نصیحت کا ہر روسی حکمران پابند رہا ہے روس کا اپنا گرم پانی نہیں ہے اس لئے اس کی یورپی جنگیں سویڈن جرمنی فن لینڈ ہوئیں اور مشرق میں جاپان منگولیا اور چین سے ہوئیں پچھلے دو صدیوں میں روسی جنوب کی طرف پھیلتے گئے کوہ قاف (کاکیشیا) ٹرانسکیسیا ترکیمنا اور وسطی کے قبضہ ہوا وسطی ایشیاء کو ہڑپ کرنے کی رفتار دیکھو تو معلوم ہوگا کہ انہیں کوئی نہ روک سکا۔ سٹالن نے سوویٹ وسطی ایشیاء کو انتہائی سفاکی سے زیر کیا پچاس لاکھ انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار کر وہاں سوویٹ یادوریا کی گئی پھر یہ خونی ہولی کا کھیل یورپ میں کھیلا گیا جنگ عظیم کی فتح کی خوشی میں پولینڈ، مشرقی جرمنی بلغاریہ یوگوسلاویہ اور ۱۹۶۸ء میں چیکوسلاوکیہ کو زیر کیا جب یہ ممالک روس کے تسلط میں آئے تو کسی نے کچھ نہ کہا لیکن افغانستان پر جارحیت کے نتیجہ میں اس علاقہ میں بھی تشویش کی ایک لہر دوڑ گئی اور تشویش جائز بھی ہے افغانستان کریملن کو کیا دے سکتا ہے؟ لیکن اس پر کنٹرول کا نتیجہ یہ ہوگا کہ روس کا پلہ جنوبی ایشیا، بحیرۂ عرب اور مشرق وسطیٰ میں سیاسی سائیکلوجیکل اور جیوسٹراٹیجک لحاظ سے بھاری ہوجاتا ہے اور اس سے عیاں ہو جائے گا کہ گلف کا دفاع ممکن نہیں اور مغرب کے خلاف روس کو ایک طاقتور لیور ملتا ہے کیونکہ مغربی دنیا کا ۶۰ فیصد تیل اس علاقہ سے گذرتا ہے اور اس علاقہ میں تسلط کا نتیجہ یہ ہوگا کہ روس مغرب سے اپنی خارجہ پالیسی پر سمجھوتہ لے سکے گا افغانستان میں روسی ہوائی جہازوں کے اڈے گلف سے صرف ۳۰۰ میل دور ہیں جبکہ پہلے یہ فاصلہ ہزار میل سے زیادہ تھا پھر افغانستان ایران اور پاکستان کے درمیان واقع ہے گویا اس علاقہ کی کمر ہے اس طرح وقت پڑنے پر بلوچستان کے راستے گلف تک فوجی یلغار کر سکے گا۔

اگر ہم روس کا عسکری نقشہ دیکھیں تو روس کے مستقبل کے عزائم واضح ہو جاتے ہیں وہ دریائے آمو سے پاکستان کا علاقہ تسخیر کرنا چاہتا ہے اس کی فوجی طاقت کا مرکز مزار شریف (جو افغانستان اور روس کی سرحد کا شہر ہے) سے کابل اور جلال آباد تک ایک لائن میں ہے اس کی فوجی کنسٹریشن اس لائن کے ساتھ ہے نیز سب سے زیادہ طاقتور ائیر بیس کالاگھائی اور بگرام بھی اس لائن کے ساتھ ہیں اس کے سب طاقتور فوجی یونٹ اس علاقہ میں مرکوز ہیں اور اس کے بعد چھوٹے چھوٹے قلعے اس لائن سے باہر بنائے ہوئے ہیں اور اسی لئے جنگیں اور معرکے اس خطہ میں ہو رہے ہیں۔

روسی کی جنگی سٹریٹیجی یہ بھی ہے کہ ایران کے خلاف ایک دفاعی لائن بنائی جائے ہرات کے قریب قلعہ بندیوں کا سلسلہ اس سٹریٹیجی کی ایک کڑی ہے شین ڈنڈ میں روسی بیس کا جواز یہی ہے کہ وہ گلف کے پھٹے میں ٹانگ اڑا سکے گلف کے علاقہ میں کچھ سلطنتیں مستحکم نہیں ہیں اب اور زیادہ ناپائیدار ہوں گی کیونکہ عدن میں روس پہنچ چکا ہے اسی لئے بھاگم بھاگ مشرق وسطیٰ کے ممالک روس سے ڈپلومیٹک تعلقات بڑھاتے ہیں ایک دوسرے سے سبقت لے جا رہے ہیں عدن میں روس ان بادشاہوں کے خلاف ٹریننگ کیمپ چلا رہا ہے بعض مغربی مبصرین کی رائے کے مطابق ۷۰ یا ۸۰ آدمی عدن سے ان ۵۰۰ سے ملے تھے جنہوں نے خانہ کعبہ پر حملہ کیا تھا کیونکہ یہ اور روس کے ٹریننگ کیمپوں کا یہ پہلا وار تھا اور اس حملہ کے دوران جنوبی یمن کی افواج سعودی سرحد کے قریب پہنچ

گئی تھیں۔

بحیرۂ عرب میں روسی نیوی کا طاقتور بیڑہ نظر انداز نہیں نہیں کیا جا سکتا ہے پاکستان میں روس کی سفارتی سرگرمیاں اس امر کو ظاہر کرتی ہیں کہ جنوبی ایشیاء میں شطرنج کی بازی لگ چکی ہے اور دنیا میں حکمرانی کا کھیل شروع ہو چکا ہے۔

جب ۱۹۱۹ء میں افغانستان نے آزادی کا اعلان کیا تو روس میں بولشویک انقلاب خون کی ندیاں بہا رہا ہے افغانستان کے امان اللہ خاں اور روس دونوں کو بین الاقوامی قبولیت درکار تھی اس لئے روس نے سب سے پہلے افغانستان کی آزاد سلطنت کو تسلیم کیا تھا افغانستان نے جواباً روس کی نئی حکومت کو تسلیم نہیں کیا اس طرح افغانستان اور روس کا اگست ۱۹۲۱ء میں ایک معاہدہ ہوا تھا جس کے تحت افغانستان ائیر فورس نے روس میں ٹریننگ کیلئے پائلٹ پہنچے تھے بعد میں ان کیڈٹ پائلٹ کو افغانستان ائیر فورس کو چلانا تھا اگلے ۲۰ سال میں افغانی فوج میں روسی رہنما اثر و نفوذ بڑھاتے رہے ۱۹۲۷ء میں کابل اور تاشقند کے درمیان ہوائی سفر کا اجراء ہوا ۱۹۳۰ء سے ۱۹۵۰ء تک دونوں ممالک میں معیشتی سیاسی اور سوشل تعلقات کم سے کم رہے ۱۹۴۵ء کے بعد روس اور برطانیہ کی طاقتور سلطنتوں کو افغانستان کے لیگر کی ضرورت نہ رہی اور روسی لیگر کی ضرورت محسوس نہ کرتے ہوئے افغانستان پہ تسلط کا خواب دیکھنے لگے اور اس علاقہ کو اپنے شکنجے میں جکڑنے کا تاریخی خواب حقیقت کا روپ دھارنے لگا سب سے پہلے معیشتی مدد کے بہانے روس افغانستان کی سیاسی اور کلچرل فضاء پہ چھانے لگا ۱۹۵۶ء کے بعد سے عسا کہ افغانستان کو روس ۹۰ فیصد اسلحہ سپلائی کر رہا تھا افغانی سپاہ کو روسی انسٹرکٹر ٹریننگ دے رہے تھے اور اس طرح کریملن دو تبقہ انکے بیچ بو رہا تھا اور افغانی معیشت کو روس نے بارٹر اگریمنٹس سے محاصرے میں لے لیا تھا ہزاروں جونیئر انجینئر روس میں تربیت لینے لگے مقصد یہ تھا کہ خلق اور پرچم جیسی بائیں بازو کی پارٹیوں کی ممبر شپ بڑھائی جائے اور دونوں پارٹیوں کو روس مدد دیتا رہا شہروں میں مارکسزم پنپنے لگا اور نوجوان اور مایوس لوگ اس کے ممبر بنتے رہے مارکسزم اب سکولوں تک پھیل گیا اور سکولوں میں ہی اس کے ممبران کی کھیپ تیار ہونے لگی سکولوں میں اکثر اسلامی مارکسی طلبا کے درمیان لڑائیاں ہوتی رہیں بعد میں انہی مارکسی طلبا نے اذیت قانون کے منتظم بن کر اسلامی ذہن والے طلبا سے بدلے لئے ٹیچر ٹریننگ اکاڈمی کو مارکسزم کا گڑھ بن گیا اور بعد میں سرکاری نوکریاں مل جانے کے باوجود ان طلبا نے مارکسزم سے رشتہ نہ توڑا۔

کیونکہ فرسٹریشن نکلنے کا بندوبست نہ تھا لہٰذا افغانستان تعلیم یافتہ نوجوانوں اور طلبا نے "بادشاہت" کو اپنے سارے دکھوں کا سبب گردانا شروع کر دیا ریڈیکل گروپ اس تاک میں تھے انہوں نے ان طلباء اور نوجوانوں کو اتھارٹی کے خلاف استعمال کرنا شروع کر دیا اور کمیس کا فیشن بن گیا کہ مارکسزم کو دیا جائے اور مارکسی مقرر کو سنا جائے۔

ان طلباء کی ایجی ٹیشن ہمیشہ انہیں رہنمائیں فراہم کرتی رہی لفٹسٹ نے یہ طریقہ اپنایا کہ ہر طریقے سے طلبا کی ایجی ٹیشن سے حکومت کو نیچا دکھانا شروع کر دیا خفیہ سیل کام کرنے لگے اور تذبذب میں ڈوبی حکومت کے خلاف ایک قابل عمل ہتھیار فراہم ہو چکا تھا اب مارکسزم یونیورسٹی سے نکل کر سڑکوں پر آگئی اور یہاں سے افواج کے اندر پہنچ گئی جونیئر ملٹری آفیسرز تو پہلے ہی روس سے نکل رہے تھے داؤد جو ظاہر شاہ کا بہنوئی اور چچا زاد بھائی تھا فوج میں لیفٹیننٹ جنرل کے عہدے سے اٹھ کر پرائم منسٹر بن چکا تھا اس کے پراسم سینئر ملٹری کمانڈرز سے قائم تھے جولائی ۱۹۷۳ء میں پرچم پارٹی نے انقلاب بپا کیا اور خود کو اور داؤد کو اقتدار میں لے آئی۔ ظاہر شاہ اس وقت اٹلی میں زیر علاج تھا باغیوں نے چند گھنٹوں میں کابل پر قبضہ کرتے بغیر خون خرابے کے انقلاب کا اعلان کر دیا اور طاقت پکڑتے ہی پرچم پارٹی "خلق کا قصہ تمام کرنا شروع کر دیا کیونکہ "خلق" پارٹی ہی سب سے زیادہ طاقتور مدمقابل تھی روسی داؤد سے ہمدردی جتایا کرتے تھے سب سے پہلے داؤد کو شیشہ میں اتارنے کے لئے ہائیڈرو الیکٹرک پراجیکٹ کھاد، سڑکوں گیس فیکٹری اور نئی نہروں کے قرضے دیئے گیس کے ذخائر روس نے خود ہضم کرنے شروع کر دیئے اور روس اس قدرتی گیس کو کوڑیوں کے بھاؤ خریدنے لگا اور خود روس اس گیس کو یورپ کے ہاتھ اس سے کہیں زیادہ مہنگی قیمت پر بیچ رہا تھا۔ ایک مبصر کے مطابق روس گیس کی انٹرنیشنل قیمتوں کا صرف ایک فیصد افغانستان کو دے رہا تھا ۱۹۷۵ء تک روس اور افغانستان نے تقریباً ۸۲۰۰ پراجیکٹ کے معاہدات کئے اور ہر معاہدہ میں روس نے طے شدہ پالیسی کے تحت سویٹ پاور کو افغانستان میں بڑھانے کا بندوبست کیا روس نے جو سڑکیں افغانستان میں بنائیں ان پر ۸۰ ٹن وزنی گاڑیاں چل سکتی تھیں اور یہ سب کارروائی بالآخر افغانستان پر قبضہ کی خاطر کی جا رہی تھی۔

داؤد پریشان تھا کہ روس کا افغانستان کا انحصار روز بروز بڑھ رہا تھا۔ ان حالات میں داؤد نے روس سے دور ہونے کی کوشش کی۔ تاکہ وہ اپنی پاور کو مستحکم کر سکے اس نے اسلامی ممالک سے رجوع کیا۔ ایران، سعودی عرب اور پاکستان سے رجوع کیا پاکستان کے ساتھ تعلقات خراب تھے داؤد نے از سر نو اچھے تعلقات استوار کرنے کی کوشش کی افغانستان کے اسلامی طبقات نے داؤد کا ساتھ دیا کیونکہ وہ بے دین اشتراکی

ملک روس کی بڑھتی ہوئی قوت سے پریشان تھے مارکسی اور روسی اپنے طے شدہ منصوبوں کو خاک میں نہ دیکھ سکتے تھے اس لئے انہوں نے کرنل عبدالقادر جو افغان ایئر فورس کا کرنل تھا کی مدد کر کے انقلاب لایا اور داؤد کو قتل کر دیا روسی بمبار طیاروں نے داؤد کے محل پہ گولہ باری کر کے داؤد کی پوری فیملی کو قتل کر دیا روس نے عبدالقادر کو شاباش دی اور تراکئی کو اقتدار سونپ دیا۔ تراکئی غریب کاشتکار کا بیٹا تھا۔ خود ہی تعلیم حاصل کی تھی اور اچھا مارکسی تھی۔ روس نے فوراً تراکئی کی حکومت کو تسلیم کر لیا اور فوراً ایک معاہدہ کر کے افغانستان کے دفاع کو روس کی ذمہ داری تسلیم کر لیا۔

خلق پارٹی اب اقتدار میں آگئی تھی اب پرچم پر قید خانوں کے دروازے کھل گئے۔ شہری ہر طرف خون خرابہ دیکھ کر سلطنت، مملکت حکومت اور اداروں سب سے بدظن ہو گئے۔

خلق پارٹی کے اقتدار کے خلاف پہلی بغاوت کابل شہر کے پرانے حصے جو دہ میوند میں ہوئی جس کو بے دردی سے کچل دیا گیا ہزارہ قوم کے تقریباً ۳۰۰۰ شہریوں کو سڑکوں سے اٹھا کر اجتماعی قبروں کی نذر کر دیا گیا فوجیوں کی گولیوں کا نشانہ ہونے والے تو اجتماعی قبروں میں پھینک دیئے گئے زخمیوں کا جن ڈاکٹروں نے علاج کیا۔ ڈاکٹروں سمیت وہ بھی اجتماعی قبروں کی نذر ہو گئے یہاں تک کہ زخمیوں کی مدد کوئی ڈاکٹر نہ کرتا تھا۔ کابل کے ممتاز شہریوں کو چن چن کر قتل کر دیا گیا صاحب اقتدار اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کو قتل گاہ جاتے سے نہ روک سکے کیونکہ ان پر شبہ ہو سکتا تھا۔ انٹیلجنشیا کا قتل عام ہوتا رہا اور سب چپ کر کے دبک کے بیٹھے رہے خلق پارٹی کے پاس صرف ایک تجربہ تھا۔ اور وہ تھا قتل مار دھاڑ کا۔ مملکت کا انتظام ان کے بس سے باہر تھا۔ افغانستان ایک سو فیصد اسلامی ملک تھا اور اس پہ حکمرانی اس پارٹی کی تھی جو سرکاری طور پہ خدا کی منکر تھی۔ مذہبی لوگ اس بات کو پسند نہ کرتے تھے اس لئے حکومت کے خلاف مدافعت شروع ہو گئی اور اس طرح بتدریج حکومت کمزور ہوتی گئی۔ سرکاری پارٹی PDPA کا منتظم اور تراکئی کا ڈپٹی حفیظ اللہ امین پارٹی کے اندر بہت طاقتور ہو رہا تھا اور آہستہ آہستہ طاقت اس کے قریبی دوستوں میں منتقل ہوتی رہی روس کی شہ پا کر تراکئی نے حفیظ اللہ امین کو قتل کروانے کی سازش کی۔ مگر ایس ڈی تڑون جو تراکئی کی سیکورٹی فورسز کا ناظم تھا۔ نے حفیظ اللہ امین کو عین وقت پہ مطلع کر دیا۔ امین نے جوابی کارروائی کر کے تراکئی کو قتل کروا دیا اسی سال امین نے تراکئی کے متعلق کہا تھا" ہم ناخن اور گوشت کی طرح ہیں علیحدہ نہیں کئے جا سکتے۔

اس طرح امین اقتدار میں آیا وہ لینن اور سٹالن کو بہت پسند کرتا تھا اور کہتا تھا کہ وہ آہنی عزم کے لوگ تھے لینن اور سٹالن کا سٹائل اپناتے ہی حفیظ اللہ امین نے اپوزیشن کو کچلنے کا تہیہ کر لیا اس کھیل میں ذاتی طاقت کو آئیڈیالوجی پہ ترجیح دینے لگا۔ روس سے چنانچہ تعلقات خراب ہو گئے اور روس اس کی برابر کی سطح کی باتوں کو ناپسند کرنے لگا۔ روس نے دیکھ لیا تھا کہ حفیظ اللہ امین کے خلاف مزاحمت روز بروز بڑھتی جا رہی تھی اس لئے اس کا چانس دیر تک حکومت کرنے کا نہ تھا اور روس کمیونسٹ انقلاب کو واپس لپیٹتے اور اب تک اس سلسلہ میں کی گئی اپنی تمام کوششوں کو مٹی میں ملتا نہ دیکھ سکتا تھا۔

چنانچہ ۲۵ دسمبر ۱۹۷۹ء کو روس نے افغانستان پہ فوجی حملہ کر دیا اور ہمیشہ کے لئے اس کو روس کی سوویٹ بنانے کا عزم کیا اور اس منصوبہ کی راہ میں ہر مزاحمت کو کلیتاً طاقت سے کچلنے کا عزم کر لیا برزنیف نے ایک دفعہ کہا تھا" ایک دفعہ ایک قوم سوویٹ پاور کا حصہ بنتی ہے تو وہ اس کو چھوڑ نہیں سکے گی"۔ امین قتل ہوا اور حملہ کے تین دن بعد روس نے ماسکو کے سرد خانے سے ببرک کارمل کو نکال کر کٹھ پتلی صدرِ افغانستان بنا دیا۔ روسی افواج نے چار دنوں میں ہر بڑے شہر کا قبضہ کر لیا اور یہ فوج روسی مدد سے بنائی ہوئی سڑکوں کے ذریعے افغانستان پر قابض ہو گئی روس کی دور اندیشی اب رنگ لا رہی تھی۔

افغان قوم کے خلاف اتنا ظالمانہ حملہ اور اس کے نتیجہ میں ہولناک خون ریزی نے افغان قوم کا بھاری جانی و مالی نقصان کیا بالآخر افغان قوم ایران اور پاکستان میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئی روس کے خلاف مزاحمتی گروپ اب اکٹھے ہو چکے تھے اور مدافعت مستحکم ہونے لگی۔ روس اب پچھلے سات سال سے افغانستان پر فوجی قبضہ جمانے کی کوشش کر رہا ہے۔ لیکن کٹھ پتلی ببرک کارمل کو وہ اقتدار پر مستحکم نہ کر سکے ببرک کارمل سے استعفیٰ لیا اور نجیب اللہ جو روس کا حاشیہ بردار تھا کو اقتدار سونپ دیا گیا۔ ۱۹۸۵ء تک نجیب اللہ افغانستان کی انٹلی جنس "خاد" کا ناظم تھا" خاد" KGB کے تحت ایک بے درد انتہائی سازشی اور بے رحم انٹلی کی تنظیم رہی ہے سٹالن سے انہوں نے قتل کرنے اور قتل کروانے تو سیکھ لئے۔ مگر ان کے خلاف مدافعت بدستور جاری ہے۔ نجیب اللہ کی پالیسی کا محور اسی مدافعت کو ختم کروانا ہے افغان قوم کو وحشت کی راہ میں ڈالنے والے ترقی پسندوں سے ہمیں پوچھنا چاہیئے کیا یہ سب کچھ تم مانگتے تھے؟ کیا ظاہر شاہ ان سے برا تھا؟ مجاہدین ان ظالموں سے برسرِ پیکار ہیں۔ وہ ان افغانی اور روسی افواج سے ہتھیار چھین کر ان کے خلاف لڑ رہے ہیں۔ نجیب اللہ وعدے، ادائیگیاں اور سزاؤں سے انہیں پچکار رہا ہے مگر افغان آزادی کے متوالے ہیں اور پنجرے میں زیادہ دیر

بند نہیں رہ سکتے مگر بہ ویت نام نہیں ہے باہر کی دنیا ان کے لئے کچھ نہیں کر رہی ہے دنیا کا پریس ان مجاہدین کی خبریں پرانی اور باسی بنا کر چھپتی ہیں اور دنیا کے شعور میں افغانستان پر روس کا فوجی حملہ اب ایک ہلکی سی یاد کر رہ گئی ہے روس اب کچھ دیر سستا سکتا ہے۔ اور نجیب پچکار پچکار کر مزاحمت کو ختم کرنے کے درپے ہے۔ تاکہ مزاحمت ختم ہو جائے گی۔ وہ پاکستان کو اندر سے تباہ ہونے کا وقت دے رہے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ پاکستان کچھ عرصہ بعد غیر مستحکم ہو جائے گا پھر روسی تازہ دم ہو کر آئیں گے۔ روسی نجیب اللہ کی امن پسندی کو بدلیں گے اس کو بدل کر کوئی بھیڑیا سامنے لائیں گے۔ مغربی دنیا افغانستان کو اس طرح بھول جائیں گے جس طرح وہ ہنگری اور چیکوسلاوکیہ کو بھول گئے۔ مغرب کو مجاہدین کی خاطر نہ سہی تو خود اپنے امن وسکون کی خاطر اب جاگنا چاہیئے ورنہ بہت دیر ہو جائے گی۔ مغرب کو دوسرا یالٹا YALTA نہیں دینا چاہیئے کیونکہ اب روسی کچھ دیر آرام کرنے اور ستانے کے بہلنے میز پر وہ سب کچھ جیت لینا چاہتے ہیں جو وہ میدان جنگ میں نہ جیت سکے۔

پاکستان کا موقف زوردار اور قابل تحسین ہے مگر پاکستان کو اس کی سزا مل رہی ہے افغان مہاجرین کا بوجھ اگر کم تھا تو پاکستانی علاقہ پر افغانستان کے حملے یہ بوجھ بڑھا رہے ہیں

پاکستان کے اندر افغانستان سے بھیجے ہوئے تخریب کار پکڑے گئے مگر ہر روز تخریب کاری بڑھ رہی ہے پشاور میں بم بلاسٹ ہر روز کا معمول بن گیا ہے پشاور میں جنوری ۸۶ء میں پی آئی اے کے دفتر میں بم پھٹا اور مہاجرین کے خلاف مقامی لوگوں نے جلوس نکالا۔

تقسیم ہند کے بعد افغانستان نے ڈیورنڈ لائین کو ماننے سے انکار کر دیا۔ ڈیورنڈ لائین پشتو اور بلوچ قبیلوں کی سرحد کا نام ہے ڈیموکریٹک ریپبلک آف پاکستان DRA نے ایک بار پھر پشتون اور بلوچ کی علیحدگی کا مسئلہ اٹھایا ہے۔ کابل میں آزاد قبائل کا ایک جرگہ منعقد کیا اور ریڈیو پاکستان کی مطابق پاکستان کی دو اہم سیاسی پارٹیوں اور چھوٹی چھوٹی دیگر پارٹیوں نے کابل کے اس جرگہ میں حصہ لیا۔ سندھی عوامی تحریک نے ان کو تعاون کا یقین دلایا افغان انقلابی کونسل نے ان سے کہا "افغانستان پہلے بھی اور اب بھی آپ کا وطن ہے۔

بقیہ: انٹرویو ...

کون؟ اگر روسی فوجیں افغانستان سے نکل جائیں تو پھر ہم آزاد انتخابات کرانے کو تیار اور حاضر ہیں۔

سوال: اگر روسی افواج افغانستان سے چلی جائیں تو کیا اس امر کی ضرورت ہے کہ وہاں ایک ایسا ادارہ موجود ہو جس کی زیر نگرانی آزادانہ انتخابات کا اجرا کیا جا سکے؟ کیا آپ اس سے متفق ہیں کہ موجودہ حکومت کے بعض ارکان کے تعاون سے ایسے انتخابات کو عملی شکل دیں؟

جواب: ہم کابل انتظامیہ کے کسی بھی ایک رکن کے ساتھ تعاون کرنے کے لئے حاضر نہیں۔ روسیوں کو چاہیئے کہ وہ ہمارے ملک سے نکل جائیں اور ہمیں موقع دیں کہ ہم اپنی مرضی کے مطابق آزادانہ انتخابات کے ذریعے ایک اسلامی جمہوری نظام کی بنیاد رکھیں۔

سوال: آپ کے تعلقات ایران کے ساتھ کیسے ہیں؟ کیا ایران کی طرف سے آپ کو کسی قسم کا اسلحہ ملا ہے؟

جواب: آج تک ہمیں ایران نے کوئی اسلحہ نہیں دیا۔ صرف اسلامی اور انسانی ہمدردی کی بناء پر ایران نے ہمارے افغان مہاجر بھائیوں کو اپنے ملک میں زندگی بسر کرنے کی اجازت دے رکھی ہے

سوال: اگر پاکستان نے اپنے تعلقات روس سے بہتر بنا لئے اور جنیوا مذاکرات صلح آمیز طور پر حل کر لے تو آپ کی نظر اس بارے میں کیا ہوگی؟

جواب: پاکستان نے ان تمام مظالم کا جو روسیوں نے افغانستان کے نہتے عوام پر ڈھائے ہیں۔ بغور مشاہدہ کیا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ حکومت پاکستان ہرگز ایسا کوئی قدم نہیں اٹھائے گی۔ جو افغان عوام کی مرضی کے خلاف ہو اور ہمیں اس کٹھن راستے میں اکیلا چھوڑ دے پاکستان نے ہمارے تین ملین افغان مہاجرین کے لئے گوناگوں تکالیف برداشت کی ہیں۔ ان تمام حالات کے پیش نظر کیا وہ روسیوں سے کوئی گٹھ جوڑ کر سکتا ہے یہ بات ممکن نہیں۔

سوال: ایران کیسے؟

جواب: حکومت جمہور اسلامی ایران کا بھی انشاء اللہ یہی موقف رہے گا وہ ہرگز افغان مسئلے پر روسیوں سے کوئی سودا بازی نہیں کرے گی۔

افغانستان کے مظلوم عوام پر جو روسیوں کی جانب سے جو ظلم ہوا ہے ایران ایک اچھے ہمسایہ اور مسلمان ہونے کے نقطے سے ہمارے دکھ اور درد میں ہمیشہ برابر کا شریک رہا ہے وہ ہمیں کسی بھی صورت میں حق و باطل کے اس معرکے میں اکیلا نہیں چھوڑے گا۔

تحریر: مرزا خیل

وسطی ایشیائی ریاستوں میں آزادی کے قندیل روشن ہو گئے

قازقستان میں قومی آزادی اور خود مختاری کے لئے پچھلے سال دسمبر کے مہینے میں بغاوت کی جو آگ بھڑک اٹھی تھی اس کے شعلے مسلسل پھیلتے جا رہے ہیں۔ روسیوں کی حتمی کوششوں کے باوجود وہاں کی انتظامیہ کو ناکامی کا سامنا ہے اسلامی اور جذبۂ آزادی کی آگ اپنی پوری شدت سے بڑھتی جا رہی ہے

قازقوں کی احساس بیداری نے روسی کمیونسٹوں کی نیندیں حرام کی ہیں۔ قازقستان میں غیر ملکی باشندوں کے داخلے پر سخت نگرانی اور پابندیاں اس حقیقت کا بیّن ثبوت ہے۔ کہ وہاں کے حالات روز بروز بگڑتے جا رہے ہیں روسی حکومت نہیں چھپانے کی جتنی بھی کوشش کرتی ہے۔ حقیقت کو چھپا نہ سکی۔ چنانچہ قازق مسلمانوں کی تحریک آزادی کے ضمن میں آج تک روسی حکومت نے جتنے بھی اقدام کئے ہیں۔ ان کی ایک جھلک درج ذیل ہے

- قازقستان کے ایک مقامی راہنما دین محمد کنائف کو برطرف کر کے اس کی جگہ ایک روسی نژاد سیکرٹری جنرل گینا ڈی کولین کو باغیوں کی سرکوبی کے لئے مقرر کیا۔
- روسی جمہوریہ قازقستان کی عدالتِ عالیہ نے ایک استاد کو لوگوں میں منافرت پھیلانے کے جرم میں پانچ سال قید سخت کا حکم سنایا ہے۔
- کالج کے طلباء کو بغاوت میں حصہ لینے کی پاداش میں تعلیمی اداروں سے خارج کئے جانے کا سلسلہ تا ہنوز جاری ہے۔
- قازقستان میں روسی آباد کاروں اور مقامی لوگوں کے درمیان امتیازی سلوک کو روا رکھا جا رہا ہے۔
- قازقستان میں غیر ملکی باشندوں پر داخلے کے تمام دروازے بند کر دیئے گئے۔ تاکہ روسی حکومت قازقوں پر ہر طرح کے مظالم توڑنے میں اپنی من مانی کر سکے۔
- مساجد کو بے دریغ شہید کرنے کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔
- اسلامی ثقافت کے تمام آثار مٹائے جا رہے ہیں۔
- قدیم تاریخی مقبروں کو مقفل کئے گئے۔
- جبری جلا وطنی اپنے پورے عروج پر ہے۔
- تمام دینی مدارس بند کر کے مسلمانوں کو تبدیلی مذہب پر مجبور کئے جاتے ہیں۔

روسی حکومت کے انہی مظالم اور جبر و تشدد کے نتیجے میں قازقستان کے مسلمانوں نے مجاہدینِ افغانستان کے مجاہدانہ کردار اور افغانستان میں روسی حکومت کی ذلت آمیز شکست سے متاثر ہو کر گذشتہ پانچ مہینوں سے اپنی آزادی اور اسلامی پرچم کی سربلندی کے لئے اپنی تمام کوششیں، تیز تر کر دی ہیں۔ چنانچہ اس ضمن میں اپنی آزادی کی جدو جہد میں آزادی خواہوں نے کئی سرکاری عمارات کو نذرِ آتش کر دیئے ہیں۔ پولیس پر حملوں کے نتیجے میں پچاس سے زیادہ پولیس والوں کو واصلِ دوزخ کیا آزادی کی اس کش مکش میں قازقستان کے دار الخلافے آلما آتا میں تا حال مظاہروں کے نتیجے میں خون کی ندیاں بہتی ہیں اور شہدار آزادی کے مقدس خون کا دریا منزلِ آزادی کی طرف رواں دواں ہے

آزادی کی موجودہ لہر قازقستان کے عوام کے مذہبی حقوق پر ڈاکہ زنی، ان کی زبان و ثقافت کو غصب کرنے کے اقدام اور خود احساسِ آزادی کے نتیجے میں ایک موج بن کر سامنے آ گئی ہے۔

قازقستان میں مسلمانوں کی اس بیداری کا پس منظر یہ ہے۔ کہ گذشتہ ۷۰ سالوں سے وہ ہر قسم کے ظلم و وحشت کی چکی میں پستے جا رہے تھے۔ اس ظلم و جبر کے خلاف نفرت و حقارت کا لاوا ذہنوں کے آتش

فشاؤں میں پکتا جا رہا تھا۔ لیکن اب جب افغانستان کے حالات نے روسی برائے نام سپر پاور کا پردہ چاک کیا۔ تو ایک باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت قازق عوام بھی افغانی مجاہدین کی پیروی میں اپنی سیاسی اور مذہبی آزادی کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

کُل روس کے ۲۴ فیصد مسلم آبادی میں خصوصاً مسلم اکثریت کی ریاستوں میں قوم پرستی اور مذہب کے بڑھتے ہوئے رجحان نے روسی حکومت کے لئے جو مشکلات پیدا کئے ہیں۔ ان سے گلو خلاصی کے لئے ضروری ہے کہ روسی قازقستان اور دوسر مسلمان ریاستوں کی مذہبی اور سیاسی آزادی کے بارے میں سنجیدگی سے غور کرے روسی حکومت مسلم اکثریت والی ریاستوں میں مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی آبادی اور سیاسی بیداری کی وجہ سے خاصا پریشان ہے۔ اور اب اس کی یہ پریشانی واضح طور پر آ رہی ہے۔ افغانستان پر فوج کشی کر کے روسی حکومت نے جس فاش غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ آنجہانی برزنیف نے بھی اسے اپنی سیاسی غلطی سے تعبیر کیا تھا اور اب امریکہ میں روسی سفیر نے بھی پچھلے دنوں برزنیف کی تائید میں اسی قسم کا ایک بیان داغ دیا ہے۔ افغانستان پر فوج کشی کی غلطی اور وہاں افغان مجاہدین کی جنگی فتوحات کے نتیجے میں روس کے زیر تسلط مسلمانوں کی بیداری ایک فطری بات ہے۔

قازقستان میں روسی حکومت کی جانب سے دباؤ کے باوجود عوام میں اسلامی اور قومی جذبات بڑھتے جا رہے ہیں۔ ایشیائی ثقافت کے فروغ کی تحریک سرگرم عمل ہے۔ آزادی کے خوابوں کی تعبیر حقیقت کا روپ دھار رہی ہے اور عوام حصولِ آزادی کے لئے متحد ہونے لگے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مذہبی اور سیاسی آزادی کی اس تحریک سے روسی حکومت خوفزدہ ہے

اور وہ اس کے خلاف سخت سے سخت اقدامات کے لئے کوئی بھی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتی۔ چنانچہ اپنے مقاصد کے حصول کے لئے روسی حکومت نے قازقستان کے کئی اعلیٰ عہدیداروں کو نہ صرف برطرف کیا۔ بلکہ پابہ زندان بھی کیا۔

نیز انسانی حقوق کے برائے نام علمبردار نے اپنی وحشت اور بربریت پر پردہ ڈالنے کے لئے قازقستان پہ غیر ملکیوں کا داخلہ بھی بند کر دیا تاکہ افغانستان کی طرح وہاں بھی رسوائی کا منہ نہ دیکھنا پڑے۔ لیکن وسطی ایشیائی ریاستوں، تاجکستان، ترکستان، ازبکستان، قرغیزستان اور قازقستان میں ۹۰ فیصدی مسلمانوں میں جذبۂ اسلامی اور جذبۂ قومیت کو دبانے اور روکنے کی تمام روسی کوششیں ناکام اور نامراد ہو گئی ہیں۔ وسطِ ایشیا کے ان پانچ ریاستوں میں اسلامی فکر کا اُبھرنے والا طوفان اشتراکی فلسفہ کی دھجیوں کو اُڑانے کے لئے متحرک ہوا ہے۔

کمیونسٹوں نے اپنے توسیع پسندانہ عزائم کی راہ میں از روزِ اول اسلام کو سب سے بڑا خطرہ تصور کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ہر جگہ اسلام پر کاری ضرب لگانے کی مکروہ کوششوں میں لگے ہوئے ہیں اور اس ضمن میں جب بھی ان کو موقع ملا اسلام کو نقصان پہنچانے اور اسلامی تہذیب و ثقافت کے آثار مٹانے کی سعی کرتے رہے ۱۹۲۶ء سے لے کر ۱۹۳۹ء تک ان تیرہ سالوں کے دوران پانچ لاکھ سے زیادہ قازق مسلمانوں کو تہہ تیغ کیا۔ سٹالن کے دور میں مسلمان کو مسلمان کہنا اور مذہب اسلام سے تعلق کو جرم قرار دیا گیا۔ نماز پڑھنے پر قیدِ سخت کی سزائیں دی جاتی تھیں۔ مسلمان علماء کو گولی سے اُڑا دیئے جاتے تھے۔ لیکن ان تمام انسانیت سوز مظالم کے باوجود بھی اسلام زندہ اور تابندہ ہے۔ اور مسلمانوں شان و شوکت سے پورے طرح موجود ہے اسلام روزِ ازل سے باطل کے خلاف نبرد آزما رہا ہے اور تاریخ گواہ ہے کہ اسلامی فلسفۂ حیات نے ہر دور میں باطل کو نیچا دکھایا ہے۔

قازقستان میں مذہبی اور سیاسی آزادی کی تحریک سے وسطِ ایشیا کی ریاستوں کا اسلامی مستقبل اور باطل سے اپنی آزادی کی حقیقت اب یقینی ہے۔ اور وہ دن دور نہیں۔ جب وسطی ایشیائی ریاستیں اپنی مقدس سرزمین کو قطبی ریچھ کے ناپاک قدموں سے پاک صاف کرنے میں کامیاب اور کامران ہو جائیں گے۔ اور ایک بار پھر ماضی کی طرح یہاں اللہ اکبر کی صدائیں گونج اٹھیں گی اور آزادی کا پرچم زبانِ حال سے آزادی کے ترانے گانے لگے گا۔

وہ دن دور نہیں جب وسطی ایشیائی ریاستیں جو روسی سامراج کے زیر تسلط ہیں۔ اپنی مقدس اسلامی سرزمین کو قطبی خرس کے ناپاک قدموں سے پاک صاف کرنے میں کامیاب اور کامران ہو جائیں گی ۔ اور ایک بار پھر ماضی کی طرح یہاں اللہ اکبر کی صدائیں گونج اٹھیں گی اور آزادی کا پرچم زبان حال سے آزادی کے ترانے گانے لگے گا۔

ترجمہ. موسیٰ خان جلالزئی

سوویت ملٹری جاسوسی تنظیم قسط ۵

اسی لئے ان کی اچھائی برائی عوام کے سامنے نہ آسکی. سول وار کے اختتام پر تمام فرنٹس ملٹری اضلاع میں تبدیل کر دی گئیں. لیکن ان کی کمان میں کوئی خاطر خواہ تبدیلی نہ کی گئی. سوائے اس کے کہ رجسٹریشن کا ایک شعبہ ملٹری کے ہر ضلع میں کھولدیا گیا جسے زمانہ امن میں ملٹری کے لئے ان ممالک میں جاسوسی کا کام کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی جس میں مستقبل قریب میں جنگ کے آثار نمودار ہونے کا خدشہ تھا، ۱۹۲۰ء کی تطہیر کے وقت تک سرخ فوج میں ملٹری کے ۱۵ اضلاع اور دو بیڑے شامل تھے جو آپس میں ایک دوسرے بڑی آزادی کے ساتھ انٹیلی جینس کام میں جو کہ بڑی وسیع اہمیت کا حامل تھا ایک دوسرے کا ہاتھ بٹاتے.

داخلی ملٹری اضلاع کو نظرانداز نہیں کیا گیا تھا. کیونکہ ان کے انٹیلی جینس اداروں کے مراکز سرحدوں کی طرف لے جائے گئے اور ان کے عملے سے جاسوسی ایجنٹوں کا کام لیا گیا. دوران جنگ بھی اسی عملے سے ملٹری کا کام لیا جاتا ہے سرحدی اضلاع کی کارکردگی کی سمت بڑی وضاحت سے کی گئی ہے اس کے علاوہ اندرونی اضلاع خود مختار طور پر مختلف سمتوں میں اپنے احاطہ کار کو پھیلا سکتے اور آزادی سے اپنے کام سرانجام دے سکتے ہیں یہی وجہ ہے کہ امن کے زمانہ میں بھی وہ اپنے کام یعنی جاسوسی کے عزائم کو مختلف سمتوں میں پھیلاتے رکھتے ہیں مثال کے طور پر ۱۹۲۰ء میں ماسکو ملٹری ضلع ایجنٹوں نے اپنے احاطہ کار کو مکمل آزادی سے پولینڈ لیتھونیا اور فن لینڈ کے ممالک تک پھیلا دیا تھا. اس نظام نے ہر طرح پر کامیابی حاصل کی اس کے سوا اضلاع اور بیڑے بھی بے شمار بن گئے. کیونکہ انٹیلی جینس سروس کو زرِ کثیر مہیا کیا گیا. جس کی اس کو اشد ضرورت تھی. اس لئے وہ اب کہہ اٹھے کہ ہم اس وقت اتنے امیر بن گئے ہیں جو اس سے پہلے کبھی نہ تھے.

۱۹۲۷ء کے بعد سوویت ملٹری انٹیلی جینس خوب ابھری. یہ وہی سال ہے جس میں سوویت یونین نے اپنی سلطنت اور وسائل کو وسعت دینے کے لئے پہلا پانچ سالہ منصوبہ تیار کیا. جس کے متعلق باور کرایا جاتا ہے کہ یہ پانچ سالہ منصوبے محض ملکی معیشت کو استحکام بخشنے کے لئے بنائے جاتے ہیں. یہ کہ ملٹری یا قوت عسکری کو ترقی دینے کے لئے حالانکہ یہ بات ماننے جانے کے قابل نہیں کیونکہ کمیونسٹوں کے قول و فعل میں ہمیشہ سے تضاد پایا جاتا ہے حالانکہ یہ منصوبے تو ٹینکوں کی تیاری، بحری جنگی جہاز ہوائی جنگی جہاز، جنگی توپخانے کی صنعتوں کو ترقی دینے اور ان کی پیداوار میں بڑی سرعت کے ساتھ اضافہ کرنے کے لئے تیار کئے جاتے ہیں. چنانچہ سوویت حکومت دنیا بھر میں اپنی مضبوط ترین عسکری قوت حاصل کرنے کے مقاصد جلد پورے کرنے میں پوری طرح کامیاب ہو گئی سوویت راہنماؤں نے نہ صرف اپنے صنعت کاروں سے نئے اقسام کے جنگی ہتھیار اور ٹکنالوجی حاصل کرنے کی خواہش کا اظہار کیا بلکہ ان کو دنیا بھر میں روسی فوج کی عسکری قوت مضبوط ترین اور اس کے جنگی آلات مثالی بنانے کا مطالبہ کیا. اس وقت کے حصول کے لئے انہوں نے دولت کے پہاڑ خرچ کر ڈالے اور روسی خزانے کا سارا سونا چاندی اس مقصد کی نظر کر ڈالے مغربی منڈیوں میں روسی آقاؤں نے اپنی تمام فصلیں اور لکڑی نیلام کر ڈالی. ریمبرانٹ اور نکولس II کی ہیروں سے ایک معمولی سی رقم بھی ہاتھ لگ گئی.

تمام گرد ایجنٹوں اور جاسوسوں کو کتابوں کی شکل میں ملٹری ٹیکنالوجی کی بڑی لمبی لمبی فہرستیں تھما دیں تاکہ وہ دوسرے ممالک سے یہ ٹیکنالوجی چرا کر روس منتقل کر دیں ان فہرستوں میں بمبار طیارے اور لڑاکا طیاروں انٹی ایئر کرافٹ اور ٹینک شکن توپوں، ٹرز اور مارٹر توپوں، بحری جنگی جہاز اور

يريدون ليطفئوا نور الله بأفواههم والله متم نوره ولو كره الكافرون

ماہنامہ

مشعل

م ش ع ل

صاحب امتیاز

کلچرل کمیٹی جمعیت اسلامی افغانستان

مدیر : سید عبداللہ نوىسندہ رکن : عبدالحبیب (ہمدرد)

جلد نمبر ۱ - شمارہ نمبر ۹ مسلسل نمبر ۹ ، مارچ ۱۹۸۷ء - حوت ۱۳۶۵ ھ ش

اس شمارے میں

۱- افغانستان میں صرف مجاہدین کے نمائندوں کی حکومت بنے گی - اداریہ

۲- فرمان الٰہی جل

۳- ارشاد نبوی ﷺ

۴- یہ قیام کوئی موسمی قیام نہ تھا

۵- سوشلزم حالت نزع میں

۶- افغان مسئلے کا حل روسی کٹھ پتلی ....

۷- سرمایہ داری اور اشتراکیت میں عملی تعاون

۸- کیا افغان مسئلے کا حل....

۹- روس افغانستان سے نکلنا نہیں چاہتا.

۱۰- روس میں مسلمان باشندے کھلم کھلا....

۱۱- جناب محمد اسمٰعیل خان سے انٹرویو

۱۲- افغانستان اور روسی سامراج

۱۳- وسطی ایشیائی ریاستوں میں آزادی کے قندیل....

۱۴- سوویت ملٹری جاسوسی تنظیم

۱۵- اخبار جہاد

۱۶- قافلۂ شہداء

پتہ

دفتر: ماہنامہ مشعل کلچرل کمیٹی جمعیت اسلامی افغانستان

P.O. BOX NO: 345

PESHAWAR PAKISTAN

پوسٹ بکس نمبر ۳۴۵ پشاور، پاکستان

بدل اشتراک

سالانہ — ۶۰ روپے

ششماہی — ۳۰ "

فی پرچہ — ۵ "

بیرونی ممالک

سالانہ — ۲۰ ڈالر

تارپیڈو ریڈیو کے والو ٹینک، انجن کی ٹیکنالوجی کے علاوہ ایلومینیم اوزاروں اور بندوق بنانے کے علاوہ اس کی پیداوار بڑھانے اور بنانے کی ہر قسم کی ٹیکنالوجی شامل تھی اب تک گرو کے کارکن روشنی کی پہلی کرن دیکھنے میں اس وقت کامیاب ہوئے۔ جب اس دوران ان کے ہاتھ مختلف ممالک کا جنگی سامان آیا جو کہ تقریباً ایک جیسا ہے اور وہ اس میں سب سے بہتر تلاش کرنے لگے ۱۹۳۰ء کے اوائل میں سوویت ملٹری انٹیلی جینس کے ماہرین برطانیہ، جرمنی۔ امریکہ۔ فرانس اور اٹلی سے تارپیڈو کے پلان اور نمونے چرانے میں کامیاب ہو گئے اور یہ دیکھ کر بڑے حیران ہوئے کہ سوویت یونین میں اس قلیل عرصے میں تیار شدہ آلات بین الاقوامی معیار سے بڑھ کر مضبوط اور عمدہ تھے نقل کرتے کرتے سوویت کارکنوں نے جو معیار قائم کیا وہ بین الاقوامی سطح پر پوری دنیا میں سب سے پہلے مضبوط اور لاثانی ثابت ہوا۔ قسمت بھی سوویت یونین انٹیلی جینس کا ساتھ دے رہی تھی۔ کسی ملک نے بھی اس بات کی پرواہ نہ کی۔ مگر کچھ ممالک نے اپنے ملٹری حلقوں میں اپنی ملٹری تنصیبات اور آلات کو چھپائے رکھنے کی کوشش کی۔ لیکن سوویت یونین کی عسکری قوت کے پھیلاؤ کی طرف قطعاً توجہ نہ دی پوری دنیا میں پھیلے ہوئے کمیونسٹ سوویت انٹیل کی ہر طرح سے مدد کرنے میں جنون کی حد تک مصروف کار رہے۔ کیونکہ سوویت جاسوسی ماہرین Residents زر کثیر آزادی سے خرچ کرنے کے اہل تھے کیونکہ وہ اپنی فیکٹریوں اور دفاتر کو بچانے کے لئے دن رات اسلحہ کے انبار لگانے میں جنون کی حد تک مصروف تھے ورنہ ان سے ان کی فیکٹریاں اور دفاتر چھین لئے جاتے۔ ۱۹۳۰ء کے اوائل ہی میں سوویت انٹیلی جینس نے سپر طاقت بن کر ابھرنے کی اہلیت حاصل کر لی۔ سوویت یونین کے اندر عملی طور پر "گرو" GRU کا سیاسی اثر و رسوخ کچھ نہ تھا اور خارجی طور پر بھی وہ بین الاقوامی سطح پر ریاستوں کی اور سیاسی پارٹیوں کی سیاسی زندگی سے الگ تھلگ رہے۔ لیکن جاسوسی کے نظام میں گرو GRU نے ایک نمایاں پوزیشن حاصل کر کے دنیا میں اپنا لوہا منوایا جیسے کہ اپنے فرض OGPU نے لیا ہوا تھا ۱۹۳۰ء کے اوائل میں گرو GRU کا بجٹ او جی پی یو OGPU کے خارجہ بجٹ سے کئی گنا بڑھ گیا اور بعینہ آج کل بھی یہی صورت حال موجود ہے۔

ایجنٹوں کی تربیت کا نظام اور ان سے کام لینے کا طریقۂ کار ۱۹۲۰ء کے اواخر میں مکمل ترقی کر چکا ہے۔ جاسوسی ادارے جو بلا واسطہ GRU گرو کے ماتحت ہوتے ان کے ایجنٹوں کی تربیت گرو افسران کے ذمہ ہوتی جن کو LIGALS کے نام سے جانا جاتا۔ ان افسران کو سفیر اور کونسلیٹ بنا کر دوسرے ممالک میں متعین کیا جاتا۔ ان کے نام فرضی اور کاغذات جعلی ہوتے ان میں تجارتی نمائندے اور صحافی بھی شامل تھے لیکن سوویت یونین کے اندرونی علاقے کے ملٹری اضلاع کی جاسوسی تنظیم کے کارکنوں کی تربیت سوویت یونین کے اندر ہی کی جاتی تھی۔ شاذ و نادر ہی کوئی ملٹری ضلع کا انچارج یا جہازوں کا انچارج آفیسر جعلی کاغذات کے ساتھ ایک مختصر عرصہ کے لئے بیرون ملک سفر پر جاتا۔

سفارتی سطح پر آنے سے پہلے سوویت یونین کی غیر قانونی جاسوسی سرگرمیوں پر کڑی نگرانی کی جانے لگی تھی۔ لیکن سفارتی سطح پر مانے جانے کے بعد سے ان کو دغیر قانونی سرگرمیوں کو، سفارتی نمائندوں کے سپرد کر دیا۔ جس سے اس کے جاسوسوں کو سفارتی پناہ مل گئی۔ ان غیر قانونی کارکنوں کو پہلے تو جنگ سے پہلے کے عرصے میں خود مختار سفارت کار کی حیثیت سے متعین کیا جاتا رہا۔ ان کے ذرائع رسل و رسائل سوویت سفارتکاروں اور سفیروں کے ذریعے سے گرو کے ساتھ قائم تھے۔ لیکن پھر بھی یہ ایک سخت غلطی تھی۔ کیونکہ جب بھی کہیں لڑائی شروع ہو جاتی۔ جس کی وجہ سے سفارت خانے بند کر دینے پڑتے۔ توسل و رسائل کے تمام راستے مسدود ہو جاتے جس کی وجہ سے غیر قانونی حرکات اور ڈیوٹی کرنے والے جاسوسی کارکنوں کی تمام کوششیں جمود کی صورت اختیار کر لیتیں۔ تاہم بعد میں اس غلط طریقے کو بھی صحیح راستے پر استوار کر لیا گیا ملٹری اضلاع کی انٹیلی جینس سوویت سفارت کاروں اور" گرو" کے لئے آزادانہ طور زمانۂ امن میں کام کرتے تھے۔ کیونکہ زمانہ امن میں کسی قسم کا خطرہ نہ ہوتا۔ آہستہ آہستہ سوویت ملٹری اضلاع انٹیلی جینس سروس کو بہت کم استعمال میں لایا جانے لگا۔ حتیٰ کہ سوویت افسران کے بیرون ممالک دورے پر بھی محدود کر دیئے گئے چاہے وہ کتنے ہی چھوٹے وقت کے لئے کیوں نہ ہوں۔ زمانہ جنگ کے دوران ملٹری انٹیل جینس سروس نے اپنے جاسوسی کے کام کو آگے بڑھانے کے لئے اندرون ملک یعنی سوویت یونین کے علاقوں سے ہی ریکروٹ بھرتی کرنے شروع کر دیئے۔ نئے ایجنٹوں کی بھرتی یا تو اندرون سوویت علاقہ سے کی جانے لگی اور یا پھر بیرون ممالک میں بالخصوص اپنے پڑوسی ممالک میں پہلے

سے تربیت یافتہ ایجنٹوں کے ذریعے سے کی جانے لگی۔ اور یہ سلسلہ آج بھی اسی طرح جاری اور کامیاب چلا آ رہا ہے۔۔

اس وقت نئے ایجنٹوں کو بھرتی کے متعلق ایک بڑی دلچسپ کہانی یاد آ ئی جس کی حقیقت آج بھی اسی طرح سمجھی جاتی ہے۔ جنگ کے پہلے عرصے میں ریکروٹوں کی بھرتی کم کر دی گئی۔ کومنترن نے بڑا سادہ سا فیصلہ کیا اور جلدی میں بعض اوقات سینکڑوں اور بعض اوقات چند ایک کمیونسٹ سوویت یونین کے ایجنٹ بن گئے۔ "گرو" کے کام کی کامیابی کے لئے ان ایجنٹوں سے یہ مطالبہ کیا جاتا کہ سیاسی سطح پر علی الاعلان وہ کمیونسٹ پارٹی سے مستعفی ہو جائیں۔ اکثریت نے اس مطالبے کو بغیر کسی اعتراض کے مان لیا۔ آخر کار یہ ایک ایسی پناہ گاہ اور بالشویک کوشش تھی۔ جس سے دشمنوں کو شکست دی جا سکتی تھی بعض اوقات کمیونسٹ لوگ ہی منحرف ہو جاتے۔ جرمنی میں ایک گروپ نے کہا کہ گرو کا یہ مطالبہ محض اس حالت میں مان لیا گیا تھا۔ کیونکہ اسے سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی نے تسلیم کر لیا تھا۔ یہ مطالبہ بہت سادہ اور آسان تھا۔ کیونکہ درجن بھر پارٹی کے نئے کارڈ لکھنے میں گرو کے لئے کوئی مشکل کام نہ تھا۔ کیونکہ ایجنٹوں کا یہ نیا گروپ بڑی کامیابی سے کام کر رہا تھا اس لئے گرو نے ماننے سے انکار نہ کیا ایک معمولی کانفرنس میں گرو کے ایک ریکارڈ آفیسر جو برلن میں سوویت ایجنسی کا ملازم تھا۔ اس نے گروپ لیڈر کو اطلاع دی کہ ان کا مطالبہ مان لیا گیا ہے اور ان کو سی پی ایس یو (CPSU) کے ممبر منتخب ہونے پر مبارکباد دی اور سمجھایا کہ پارٹی کے جنرل سیکرٹری کامریڈ سٹالن نے یہ کارڈ اپنے ہاتھ سے لکھے ہیں۔ خصوصی طور پر جرمنی کے کمیونسٹ امیدوں کی سطح سے بڑھ کر سینے سے لگا لیئے گئے اور ان کے کارڈ اصولی طور پر سنٹرل کمیٹی میں رکھ دیئے گئے اور قبول کر لئے گئے۔

اس اطلاع کے پاتے ہی گروپ کا کام دگنا تگنا بڑھ گیا۔ امید کی جانے لگی کہ ان کی اس بہتر کارکردگی کی بنا پر انہیں اچھی خاصی رقم ملے گی۔ مگر گروپ کے ممبران نے اس پیشکش کو ٹھکرا دیا بلکہ اس کے برعکس انہوں نے اپنے ریکارڈ آفیسر کو کام کے ساتھ ساتھ رقمیں دینا بھی شروع کر دیا۔ جو سوویت کمیونسٹ پارٹی کی ممبرشپ فیس کے طور پر چندہ کی صورت میں دی جاتی وہ اپنے (case officer) ریکارڈ آفیسر کو باقاعدگی سے اپنی آمدنی کی پے سلپ۔ ڈاکومنٹ اور پارٹی فیس ادا کرنے لگے۔ عرصہ دراز تک ایجنٹوں کی میٹنگوں میں کافی وقت لگا۔ لیکن جرمنی ایجنٹ جو بڑی کامیابی سے اپنے کام میں آگے بڑھ رہے تھے ان پر کسی نے انگلی تک نہ اٹھائی۔

کچھ عرصہ بعد گیسٹاپو ان کے پیچھے پڑھ گیا۔ مگر اس کے تمام کارکن اپنی جانیں بچا کر آسٹریا میں پناہ گزین ہوئے اس کے بعد سوئٹزرلینڈ اور بالآخر فرانس سے ہوتے ہوئے سپین میں چلے گئے۔ جہاں سول جنگ جاری تھی۔

بقیہ :۔ روس افغانستان سے ...

حکومت کی مدد کر رہا ہے جسے روس کی تلواروں کے سایہ میں افغانستان میں اقتدار حاصل ہے اور بھارت نے افغان کٹھ پتلی حکومت کے ساتھ تعاون کر رہا ہے اس نے کابل حکومت کی برقی ترقیات میں مدد دی ہے اس کی چھوٹی صنعتوں کی بحالی کے لئے مدد دے رہا ہے اور کابل میں ہسپتال سینٹر قائم کر رہا ہے مگر یہ سب کچھ وہاں ہو رہا ہے جہاں روس کا کنٹرول ہے اور ان لوگوں کی بھارت مدد کر رہا ہے جو روس کی حمایتی ہیں باقی افغان باشندوں کے لئے بم راکٹ اور توپ کے گولوں سے مدد کی جاتی ہے اور جو لوگ مجاہدین کے ہاتھوں زخمی ہوتے بھارت کا عملہ ان کی مرہم پٹی اور تیمارداری کرتا ہے اگست ۱۹۸۵ء میں بھارتی نائب وزیر نے اپنے دورہ میں یہ توقع ظاہر کی کہ کابل انتظامیہ سے اس کے تعلقات وقت گزرنے کے ساتھ مضبوط سے مضبوط تر ہوتے جائیں گے یقیناً اپنا ذاتی مفاد اگر کچھ اور نہیں اس بات کا مطالبہ کرتا ہے کہ افغانستان کے مسئلہ پر سنجیدگی سے توجہ مرکوز کی جائے جبکہ روسی بڑی تیزی سے افغانستان میں اپنے قدم جما رہے ہیں۔ روس کا دعویٰ ہے کہ افغانستان میں اس کی مداخلت دوستی کی ایک زریں مثال ہے دوسرے ممالک کو اس دعویٰ کے عوامل پر غور کرنا چاہیئے اور اس دعویٰ کے اثرات پر غور کرنا چاہیئے کہ جو کچھ آج افغانستان کے ساتھ ہو رہا ہے کل ان کے ساتھ بھی پیش آ سکتا ہے۔

(ایشین وال اسٹریٹ جرنل۔ مصنفہ: رونالڈ ملاز)

اخبارِ جہاد

صوبہ فاریاب میں مجاہدین کی کامیاب کاروائیاں

۱۰ر کمیونسٹ افراد ہلاک ۱۴۹ر مختلف النوع اسلحہ پر قبضہ

افغانستان کے شہید پرور صوبے فاریاب سے موصول ہونے والے اطلاعات کے مطابق مجاہدین راہِ حق نے پہلے کی طرح دشمن کے منحوس پیکر پر کاری ضربیں لگا کر انہیں بھاری جانی و مالی نقصان پہنچایا ہے تفصیلات کے مطابق جمعیت اسلامی افغانستان کے غیور مجاہدین نے ۱۹ر مارچ ۱۹۸۶ کو کمانڈر جناب مولوی سید محمد یوسف کی قیادت میں جب کہ کمانڈر یار محمد اور معلم جلیل بھی ان کے ہمراہ تھے بہ یک وقت دشمن کے آٹھ چوکیوں پر حملہ کیا جس کے نتیجے میں ۱۴۹ر عدد کلاشنکوف کرہ بین، پیشہ اور دیگر قسم کی اسلحہ ۵۵ ہزار گولے سمیت غنیمت کے طور پر اسلام کے پروانوں کے ہاتھ لگے

مجاہدین نے آٹھ چوکیوں پر فتح حاصل کرنے کے بعد چوکی عمارات کو منہدم کر دیئے۔ ایک اور اطلاع کے مطابق ۴ر مارچ ۱۹۸۶ کو مجاہدین نے دشمن کے راستے میں بارودی سرنگیں بچھائے تھے جن کے پھٹنے سے ۲ر فوجی افسر ایک فوجی اور ۴ ملیشیائی افراد ہلاک ہوگئے۔

۱۲ر مارچ ۱۹۸۷ کو مجاہدین راہِ حق نے شہر کے اندر گوریلا حملے کے نتیجے میں حکمران پارٹی کے تین افراد کو زندہ گرفتار کر لیا۔ ان تینوں کو مجاہدین کے اسلامی عدالت میں پیش کیئے گئے جنہیں اسلامی محاکمہ کے بعد تقریباً حکومتی پوسٹ سے ۵۰ میٹر دور پھانسی دے دی گئی۔

مجاہدین اور کابل سوویت فوجیوں کے درمیان گھمسان کی لڑائی۔ ۲۲ر فوجی ہلاک، ۱۵ر زخمی ہو گئے

جمعیت اسلامی افغانستان کے اطلاعاتی نمائندہ صوبہ غور سے اطلاع دیتا ہے کہ مجاہدین اسلام نے صوبے غور کے شہرک نامی سب ڈویژن میں کابل روسی فوجیوں کے اہم فوجی اڈوں پر حملہ کر کے ان کے ۲۲ فوجیوں کو جہنم وصل اور دیگر ۱۵ کو شدید زخمی کر دیا۔ اس طویل جنگ کے دوران دشمن کے ۱۲۲ گھوڑے۔ ایک مشین گن ۱۸ کلاشنکوف رائفلیں اور ۲۵ر ہزار مختلف النوع گولیاں غنیمت کے طور پر مجاہدین کے ہاتھ لگی۔

اس جنگ میں پانچ مجاہدین کام آئے اور جام شہادت نوش کر گئے۔

خبر میں مزید بتایا گیا ہے کہ اسی علاقے میں دلیر مجاہدوں نے ایک بار پھر دشمن کے ایک وسیع حملے کو پسپا کر کے ان کے بیس فوجیوں کو ہلاک اور بیس عدد کلاشنکوف رائفلیں غنیمت کے طور پر حاصل کر لیئے۔

صوبہ فاریاب میں مجاہدین نے دشمن کی دس چوکیوں کا صفایا کر کے ۱۲۰ سے زائد کابل سوویت فوجی ہلاک یا زخمی کر دیا گیا

باوثوق ذرائع کے مطابق ۶ر فروری ۱۹۸۷ء کو صوبے فاریاب میں حضرت علیؓ نامی محاذ کے سربکف مجاہدوں نے اپنے دین اور وطن کے دشمنوں کی نیند حرام کر دی۔ کابل انتظامیہ کی جنگ بندی پیش کش کے فوراً ہی بعد ان کی اہم چوکیوں پر حملہ کر کے دس چھاؤنیوں کو مکمل طور پر تباہ اور ۱۲۰ سے زائد کابل روسی فوجیوں کو ہلاک

یا زخمی کر دیا۔ کئی ٹینک اور بکتر بند گاڑیاں کو بھی تباہ کر دیا گیا۔ اس جنگ کے دوران ۲۰۰ سے زیادہ کلاشنکوف رائفلیں غنیمت کے طور پر مجاہدین کے ہاتھ لگی۔ دشمن کی جوابی کاروائی کے نتیجے میں دو مجاہد شہید اور ۲۴ زخمی ہو گئے۔

قندھار شہر میں اسلحے کا ڈپو اڑا دیا گیا،

ارغنداب کے نزدیک ملیشیا کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ

افغانستان کے دوسرے بڑے شہر قندھار میں جہاں گزشتہ دنوں ایئرپورٹ پر یلغار کر کے چودہ روسی طیارے اور ہیلی کاپٹر ملبے کا ڈھیر بنا دیئے گئے۔ مجاہدین نے ایک اور کاروائی کے دوران فوجی مرکز پر راکٹ برسا کر اسلحے کا ذخیرہ اڑا دیا۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کی اطلاعات کے مطابق قابض روسی حکام نے قندھار شہر میں ٹیچر ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ میں فوجی مرکز قائم کر رکھا تھا جسے مجاہدین نے ۴ مارچ کی صبح نشانہ بنایا۔ راکٹوں کے مسلسل فائر سے فوجی مرکز میں زبردست دھماکے سے اسلحے کے ذخیرہ کو آگ لگ گئی۔ تیز رفتار حملے کے نتیجے میں فوجی مرکز کی عمارت شدید متاثر ہوئی۔ جہاں تیرہ روسی فوجی ہلاک اور زخمی ہو گئے۔ ایک روز قبل مجاہدین کے گروپ نے قندھار کے شمال مغرب کی طرف ارغنداب قصبے کے نزدیک بابا صاحب کے مقام پر ملیشیا کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کیا۔ اس کاروائی میں ایک ٹرک نذر آتش اور چار کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہو گئے۔

صوبہ ہلمند میں مجاہدین کی چھاپہ مار کاروائیاں

چودہ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک، دو ٹینک ایک ٹرک تباہ،

جنوبی افغان صوبے ہلمند سے ملنے والی اطلاعات میں بتایا گیا ہے کہ مجاہدین نے ۲ مارچ کو صوبائی ہیڈ کوارٹر لشکرگاہ سے بیس کلومیٹر دور انتہائی مغرب کی طرف قصبے نادعلی میں فوجی دستے کے ساتھ جھڑپ میں دس کٹھ پتلی فوجی گرفتار کر لیے گئے۔

کمانڈر مولوی عبدالصمد کی قیادت میں خونریز تصادم کے دوران آٹھ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک و زخمی ہو گئے۔ تاہم مجاہدین جانی نقصان سے محفوظ رہے۔ اسی روز مجاہدین نے دوکہی کے علاقے میں گھات لگائے لشکرگاہ سے آنے والے فوجی قافلے پر حملہ کیا جسے ایک ایک ٹینک اور ایک ٹرک سے محروم ہونا پڑا۔ فوجی قافلہ مزاحمت کئے بغیر چار لاشیں لیے بھاگ نکلا جس کے چھوڑے ہوئے مارٹر کے پندرہ گولے مجاہدین کے ہاتھ آئے۔ اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے ۵ مارچ کو سیفون کے مقام پر گشتی دستے کا ایک ٹینک راکٹوں سے تباہ کر دیا۔ جس کا عملہ ہلاک ہو گیا۔ اس حملے میں فوجی دستے کی جوابی فائرنگ سے ایک مجاہد شہید ہو گیا۔

صوبہ غزنی میں فوجی دستوں کا حملہ ناکام بنا دیا گیا

قندھار کے نزدیک فوجی مرکز پر مجاہدین کا حملہ

لندن ۱۹ مارچ۔ افغانستان کے صوبے غزنی میں مجاہدین نے اپنے مرکز پر فوجی دستوں کا حملہ ناکام بنا دیا۔ جہاں حملہ آوروں کو بھاری جانی و مالی نقصان اٹھانا پڑا۔ ادھر قندھار کے نزدیک مجاہدین کے فوجی مرکز پر میزائل برسائے جس کے نتیجے میں وہاں اسلحے کا ذخیرہ تباہ ہو گیا۔

اطلاع کے مطابق روسی کٹھ پتلی دستوں نے ۲ مارچ کو صوبہ جاغوری کے علاقے میں مجاہدین کے مرکز پر حملہ کیا ٹینکوں اور بکتر بند گاڑیوں پر سوار فوجی دستوں کو فضائی تحفظ حاصل تھا۔ جس سے روسی طیاروں کی بمباری کے دوران دس مجاہد شہید اور ستائیس زخمی ہو گئے۔ جانی نقصان کے باوجود مجاہدین نے دن بھر کی مزاحمت کے بعد فوجی دستوں کو پسپا کر دیا۔ جو دو ٹینکوں کا ملبہ چھوڑ کر پندرہ لاشیں لیے بھاگ نکلے۔ دریں اثنا جنوبی افغانستان صوبے قندھار سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے ۵ مارچ کو ارغستان قصبے کے نزدیک فوجی مرکز پر میزائلوں سے یلغار کر دی۔ میزائلوں کے فائر سے فوجی مرکز میں اسلحے کا ذخیرہ دھماکے سے اڑ گیا جبکہ تیرہ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور دو ٹینک تباہ ہو گئے۔

صوبہ ہرات میں پچاس افغان بچے روس سمگل کرنے کی کوشش ناکام بنادی گئی

خونریز تصادم کے دوران متعدد روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک ، تین مجاہد شہید ہوگئے

مغربی افغان صوبے ہرات میں مجاہدین نے ایرانی سرحد کے قریب واقع قیزل اسلام قصبے پر دھاوا بول کر ایک فوجی کیمپ سے پچاس افغان بچے رہا کرا لیے جنہیں روس سمگل کرنے کے لیے مقید کر رکھا تھا۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کی اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے ۲ مارچ کو نوعمر بچوں کی اسیری سے باخبر ہونے پر ایرانی سرحد سے آٹھ کلومیٹر دور قیزل اسلام قصبے میں فوجی کیمپ کا محاصرہ کر لیا۔ جہاں افغان بچے لائے گئے تھے۔ دن بھر کی خونریز جھڑپ کے بعد مجاہدین نے فوجی کیمپ پر قبضہ کر لیا۔ جس میں ۳۵ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور زخمی ہوگئے۔ جب کہ پانچ افسروں سمیت بارہ فوجی گرفتار کر لیے گئے۔ رہائی پانے والے افغان بچوں نے بتایا کہ گزشتہ ماہ کے اوائل میں تلاشی کی مہم کے دوران دیہی آبادیوں سے انہیں گرفتار کیا گیا تھا۔ اطلاعات کے مطابق یہ بچے " ذہنی اور نظریاتی تربیت " کے لیے روس بھیجے جا رہے تھے کہ مجاہدین نے قابض روسی حکام کا منصوبہ ناکام بنادیا۔ افغان بچوں کو رہائی دلانے کی کوشش میں گروپ کمانڈر سمیت تین مجاہد شہید ہوگئے۔ فوجی کیمپ سے جس کی عمارت نذر آتش کردی گئی ۳۵ کلاشنکوف رائفلیں ، دو مشین گن اور دیگر اسلحہ بھاری مقدار میں مجاہدین کے ہاتھ آیا۔

نام نہاد جنگ بندی کے بعد افغانستان میں فوجی کاروائیاں شدید ہوگئیں

مجاہدین زیادہ منظم اور حوصلہ مند ہیں : کمانڈر دریا خان ترہ کئی کا بیان

لندن ۱۶ مارچ ۔ افغانستان کے صوبے غزنی میں مجاہدین کے ڈویژنل کمانڈر دریا خان ترہ کئی نے کہا ہے کہ نام نہاد جنگ بندی کے بعد افغانستان میں قابض روسی حکام کی کاروائیوں میں شدت آ گئی ہے۔ تاہم مجاہدین زیادہ منظم اور حوصلہ مندی سے صورتِ حال کا سامنا کر رہے ہیں۔ پشاور میں ایجنسی افغان پریس کے نمائندے سلطان صدیق کو انٹرویو دیتے ہوئے سب ڈویژن مقر کے کمانڈر نے کہا ہے کہ فوجی کاروائیوں کا مقصد مجاہدین پر دباؤ ڈالنا تھا۔ لیکن مجاہدین کی بہتر منصوبہ بندی اور حکمت عملی سے قابض روسی حکام مزید مشکلات سے دوچار ہوتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ خودساختہ جنگ بندی کا نمایاں پہلو فوجی یونٹوں سے افغان فوجیوں کا فرار ہے جن کی واضح اکثریت تحریک مزاحمت میں شامل ہوکر روسیوں سے نبرد آزما ہے۔ جنیوا مذاکرات کا ذکر کرتے ہوئے کمانڈر دریا خان نے کہا کہ اس بارے میں مجاہدین اور افغان مجاہدین کا شروع سے یہی موقف ہے کہ افغان مسئلے کا حل مذاکرات کی میز پر نہیں بلکہ میدانِ جنگ میں ممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ افغان مجاہدین اور عوام نے قابض روسی روسی حکام کی طرف سے جنگ بندی کا اعلان ڈھونگ سمجھ کر مسترد کر دیا تھا۔ انہوں نے اس امر کی وضاحت کی کہ تحریک مزاحمت کے سلسلے میں افغان مجاہدین اور عوام اپنے قائدین کے فیصلوں کا احترام کریں گے۔

صوبہ قندھار میں مجاہدین کے مرکز پر فوجی دستوں کا حملہ

لشکر گاہ کے نزدیک چھاپہ مار کاروائی میں حفاظتی چوکی تباہ کردی گئی

صوبہ قندھار میں ارغستان قصبے کے نزدیک روسی دستوں نے ۳ مارچ کو مجاہدین کے خلاف بڑے پیمانے پر فوجی کارروائی کی جو افغان فوجیوں کے تعاون سے ناکام بنا دی گئی۔ بتایا گیا ہے کہ روسی بکتر بند دستوں نے جنہیں فضائی تحفظ حاصل تھا مجاہدین پر مسلسل گولہ باری کی جس کے نتیجے میں ایک مجاہد شہید اور مرکز کی عمارت شدید متاثر ہوئی۔ بالآخر روسی فوجی پسپا ہوگئے۔

روسیوں کی واپسی کے بعد افغانستان میں عام انتخابات کرائے جائیں گے

مستقبل کے افغانستان میں ظاہر شاہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ سات جماعتی اتحاد کا فیصلہ

لندن ۱۲ر مارچ۔ سات جماعتی اتحاد اسلامی افغانستان کی شوریٰ عالی (سپریم کونسل) نے گزشتہ روز طویل اجلاس کے بعد متفقہ قرارداد منظور کی جس کے دوران عبوری دستورالعمل مرتب کرنے والی سفارشات زیرِ غور لائی گیئں۔ اس قرارداد کے مطابق افغانستان سے روسی فوج کی واپسی کے بعد افغان مجاہدین کی عبوری حکومت عام انتخابات کرائے گی۔ عبوری حکومت صرف سات جماعتی اتحاد کے سربراہوں پر مشتمل ہوگی۔ قرارداد میں بطورِ خاص واضح کیا گیا ہے کہ سابق ظاہر شاہ سات جماعتی اتحاد کی کسی تنظیم کے رکن نہیں ہیں اس لیے مستقبل کے افغانستان میں ان کا کوئی کردار متعین نہیں کیا جا سکتا۔ قرارداد میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ عبوری حکومت کی تشکیل کے لیے مقرر کردہ کمیشن کی منظوری کے بغیر کوئی انتظامیہ افغان عوام کے لیے قابلِ قبول نہیں ہوگی۔ جس کے خلاف مجاہدین مسلح جدوجہد جاری رکھیں گے۔

کابل، بامیان اور کنڑ میں مجاہدین کی کامیاب چھاپہ مار کارروائیاں

فوجی تنصیبات پر گولہ باری، خاد کا ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیا گیا،

افغان دارالحکومت سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق افغان فرنٹ کے مجاہدین نے ۲۴ر فروری کو قرغہ ہائیڈرو اور قرغہ ہیڈ کوارٹر پر گولہ باری کی۔ تاہم وہاں کے نقصانات کا اندازہ نہیں ہو سکا اسی روز مجاہدین نے باغ داود خان کے مقام خاد کا دفتر تباہ کر دیا۔ جہاں خاد کے تین اہلکار ہلاک اور دیگر فرار ہو گئے کابل کے سب ڈویژنل ہیڈ کوارٹر میر بچہ کوٹ اور کلکان کے علاقے میں چھاپہ مار حملے کے نتیجے میں چار روسی فوجی اور خاد کے دو ایجنٹ گرفتار کر لیے گئے۔ جب کہ ایک مجاہد شہید ہو گیا۔ اس لڑائی میں راکٹوں سے ایک ٹینک بھی اڑا دیا گیا۔ افغانستان کے صوبے بامیان میں افغان حریت پسندوں نے ۲۶ر مارچ کی صبح صوبائی صدر مقام کے مغربی علاقے اور چھاؤنی پر یلغار کی جس میں ایک کٹھ پتلی فوجی اور دو روسی مشیروں کے علاوہ آٹھ فوجی ہلاک ہو گئے۔ حملے کے دوران دو مجاہد شہید اور چار گرفتار کر لیے گئے۔ ایک روز قبل مجاہدین کے بامیان شہر اور تیسوتی کے مقام پر حفاظتی چوکی کے حملے میں پانچ کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہو گئے۔ افغانستان کی وادی کنڑ میں مجاہدین نے شنگل کے علاقے میں ایک حفاظتی چوکی اور وہاں پر نصب ایک ہلکی توپ تباہ کر دی۔ اس معرکے میں دو روسی فوجی ہلاک اور بھاری اسلحہ مجاہدین کے ہاتھ آیا۔ اسی علاقے کے ملا علم گاؤں کی حفاظتی چوکی پر اور قریب واقع خاد کے دفتر کو مجاہدین نے ۲۲ر فروری کی رات بیک وقت نشانہ بنایا۔ تیز رفتار کارروائی میں جانی نقصانات کا اندازہ نہیں ہو سکا۔

قندھار شہر میں فوجی چوکی پر مجاہدین کی کامیاب چھاپہ مار کارروائی،

فرح رود میں مجاہدین اور روسی کابلی دستے کے درمیان جھڑپ

افغانستان کے دوسرے بڑے شہر قندھار میں مجاہدین نے شہر کے مغربی حصے ڈنڈ میں فوجی چوکی پر کامیاب حملہ کیا۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کے مطابق پانچ روسی کابلی کٹھ پتلی فوجیوں کی ہلاکت کے بعد باقی فوجی اپنے زخمیوں کو لے کر بھاگ نکلے۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ ۱۵ر مارچ کی شام ہلکے ہتھیاروں اور دستی بموں سے مسلح مجاہدین نے حفاظتی فوجی چوکی پر دھاوا بول دیا۔ مختصر سی

جھڑپ کے بعد روسی کابلی فوجی چوکی خالی کر گئے۔ مجاہدین نے چوکی سے پانچ کلاشنکوف بندوقوں اور گولہ بارود قبضے میں لے لیا۔ اور تیز رفتاری سے اپنے ٹھکانوں کی طرف نکل گئے۔ ادھر ایرانی سرحد پر واقع صوبے فرح رود میں ۱۳ر مارچ کو مجاہدین اور روسی کابلی فوجی دستوں کے درمیان شدید جھڑپ ہوئی۔ یہ گشتی دستے ہرات قندھار شاہراہ کی نگرانی کر رہا تھا۔ مجاہدین کے راکٹ لانچر فائر سے ایک ٹینک تباہ ہو گیا۔ جب کہ لڑائی کے دوران آٹھ روسی کابلی فوجی ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔

رُوسی سرحد پر ۱۸ افغان فوجی مُجاہدین سے آملے

خلم میں رُوسی فوجی کیمپ پر مجاہدین کا حملہ، ۱۵ر فوجی ھلاک،

لندن ۲۸ر مارچ - روسی سرحد پر واقع صوبے سمنگان میں تین مختلف چوکیوں سے ۱۸ر افغان فوجی مجاہدین سے آملے ہیں۔ جب کے دو مقامات پر جھڑپوں کے دوران پندرہ روسی اور چار کابلی کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہوئے ہیں۔ اطلاعات کے مطابق ۱۳ سے ۱۶ر مارچ کے درمیان صوبہ سمنگان سے روسی سرحد کی جانب جانے والی شاہراہ پر چوکیوں سے مجموعی طور پر ایک سو اٹھارہ افغان فوجیوں نے اپنے لیڈر کے ذریعے مجاہدین کے صوبائی کمانڈر عبیداللہ سے رابطہ قائم کیا اور اپنے ہتھیاروں سمیت مجاہدین کی صفوں میں شامل ہو گئے۔ مجاہدین سے آملنے والوں میں ایک افسر لیفٹیننٹ محمد عادل بھی ہیں۔ جب کہ سمنگان کے دارالحکومت ایبک کے قریب مجاہدین اور روسی کابلی دستے سے آمنا سامنا ہونے پر مجاہدین نے راکٹ لانچر کے فائر سے ایک ٹینک تباہ کر دیا۔ جس میں سوار چار فوجی موقع پر ہلاک ہو گئے۔ ۱۵ر مارچ کی رات روس جانے والی شاہراہ پر واقع قصبے خلم کے قریب باغ جہاں نما کے روسی فوجی کیمپ پر مجاہدین نے زمین سے زمین پر مار کرنے والے میزائلوں سے حملہ کیا۔ حملے کے دوران کم از کم پندرہ روسی فوجی ہلاک اور ایک ٹینک تباہ ہوا۔

صُوبہ پکتیا میں روسی حکام کی نئی جنگی حکمت عملی،

چمکنی اور شہر نو کی سرحدی چھاؤنیوں میں بارہ ہزار فوجی لائے جا رہے ہیں،

پاکستان سے ملنے والے افغان صوبے پکتیا میں قابض روسی حکام بڑے پیمانے پر فوجی کارروائی کا منصوبہ بنا رہے ہیں۔ ۲۶ر مارچ کی تازہ اطلاعات میں بتایا گیا ہے کہ سرحدی چھاؤنی چمکنی میں جبری بھرتی کے دوران

پکڑے گئے چھ سو کٹھ پتلی فوجی دن رات پختہ مورچوں کی تعمیر میں مصروف ہیں کٹھ پتلی انتظامیہ میں تحریک مزاحمت کے ہمدرد ذرائع کا کہنا ہے کہ چمکنی اور شہر نو کی چھاؤنیوں میں تین ہزار تازہ دم فوجی لائے جا رہے ہیں۔ جہاں جمعیت اسلامی حزب اسلامی اور اتحاد کے اہم ٹھکانے ہیں۔ ان ذرائع کے مطابق قابض روسی حکام ہوائی حملوں کے ساتھ موسم بہار میں زمینی کارروائیوں کی تیاری کر رہے ہیں۔

صوبہ غزنی میں محکمہ موسمیات کا دفتر تباہ کر دیا گیا،

صوبہ غزنی میں مقر قصبے کے نزدیک مجاہدین نے ۳ر مارچ کو فوجی مرکز میں قائم محکمہ موسمیات کا دفتر تباہ کر دیا۔ جہاں سے بھاری مقدار میں اسلحہ مجاہدین کے ہاتھ آیا۔ ایک روز قبل مجاہدین نے توپچی کے مقام پر فوجی کیمپ پر یلغار کی جو ایک ہفتے کے عرصے میں اس کیمپ پر دوسرا حملہ تھا۔

وادی کنڑ میں روسی ہیلی کاپٹر تباہ کر دیا گیا

افغانستان کی وادی کنڑ سے ملنے والی اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے امان کوٹ کے علاقے میں طیارہ شکن توپ سے ایک روسی ایم آئی ۲۴ ہیلی کاپٹر مار گرایا جو امان کوٹ قصبے سے پندرہ کلومیٹر دور درہ شیگل کے مغرب کی سمت گر کر تباہ ہو گیا۔

روسی سرحد پر واقع صوبوں کندز اور سمنگان میں چھاپہ مار کارروائیاں

تیز رفتار حملوں کے دوران گیارہ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک، چار مجاہد شہید ہو گئے،

روسی سرحد پر واقع صوبوں کندز اور سمنگان میں مجاہدین نے چھاپہ مار کارروائیوں کے دوران حفاظتی چوکیوں کو نشانہ بنایا جہاں گیارہ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور چار مجاہد شہید ہو گئے۔ ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کی اطلاعات کے مطابق شہری چھاپہ مار مجاہدین نے ۲۴ر فروری کو کندز شہر میں حفاظتی چوکی پر راکٹ اور مارٹر برسائے جس سے چوکی کی عمارت شدید متاثر ہوئی۔ اس حملے میں فائرنگ کے تبادلے سے چار روسی فوجی ہلاک اور ایک مجاہد شہید ہوگیا۔ اسی روز صوبائی صدر مقام کے نزدیک آدم خان کے مقام اتحاد اسلامی کے مجاہد اور گشتی دستے کے تصادم میں دو کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہو گئے جب کہ مجاہدین نقصان سے محفوظ رہے۔ روسی سرحد پر واقع ایک اور صوبے سمنگان میں جبہ ملی نجات

افغانستان کے حریت پسندوں نے ۲۲ر فروری کو سب ڈویژن دوآب کے علاقے کوتل باد میں پانچ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک اور دس افغان فوجی اسلحہ سمیت مجاہدین سے آملے۔

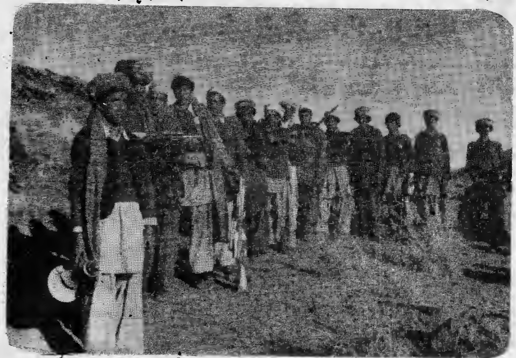

صوبہ فرح میں سب ڈویژنل ہیڈ کوارٹر پر مجاہدین کا حملہ

قندھار شہر کے نزدیک آٹھ روسی فوجی ہلاک، ایک ٹینک تباہ ہوگیا

ایرانی سرحد سے ملنے والے مغربی صوبے فرح میں جبہ ملی نجات افغانستان کے مجاہدین نے ۲۷ر فروری کو سب ڈویژنل ہیڈ کوارٹر فارسی میں یلغار کرکے ایک فوجی کیمپ کے پختہ مورچے اور دو گاڑیاں تباہ کر دیں۔ تباہ ہونے والے مورچوں میں موجود بیشتر روسی فوجی ہلاک جن کی تعداد معلوم نہیں ہو سکی۔ تاہم دس افغان فوجی کیمپ میں بھاری اسلحہ

لے کر مجاہدین سے آملے جو سات کلاشنکوف رائفلوں۔ ایک وائرلیس سیٹ اور تین پستولوں پر مشتمل تھا۔ اس کارروائی کے دوران دو مجاہد محمد خان اور نور احمد شہید ہو گئے۔

ادھر قندھار شہر کے مضافاتی علاقے میوند میں مجاہدین نے فوجی چوکی پر راکٹ برسائے جہاں ایک ٹینک تباہ اور اس کا عملہ ہلاک ہوگیا۔

صوبہ زابل میں فوجی مرکز پر مجاہدین کا حملہ

کابل قندھار شاہراہ پر حملے کے دوران دو بکتر بند گاڑیاں تباہ،

افغانستان کے جنوب مشرقی صوبے زابل میں مجاہدین نے ۲۵ر فروری کو سب ڈویژن قصبے میزان کے فوجی

مرکز پر یلغار کرکے مرکز کی عمارت ملبے کا ڈھیر بنا دی۔ میزائلوں اور راکٹوں کی بوچھاڑ سے آٹھ ٹرک

اور دیگر گاڑیاں تباہ ہوگئیں جبکہ چودہ روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہو گئے۔ اطلاعات کے مطابق فوجی مرکز کی متعدد تنصیبات شدید متاثر ہوئیں، جس کی تفصیل معلوم نہیں ہو سکی۔ زابل کے ملحقہ صوبے غزنی کے قصبے گیلان میں جہاں گزشتہ ماہ روسی حکام نے نیپام بم گرائے۔ مجاہدین نے ۲ مارچ کو کابل قندھار شاہراہ پر گشتی فوجی دستے کا سامنا کیا۔ جس کی دو بکتر بند گاڑیاں راکٹوں کا نشانہ بن گئیں۔ تیز رفتار کارروائی کے دوران جوابی حملے سے قبل اپنے ٹھکانوں کی طرف نکل گئے۔

حصارک کے آزاد کردہ قصبے پر روسی کابل دستوں کا حملہ پسپا کر دیا گیا

بکتر بند دستہ تباہی سے دوچار، ۳۶ فوجی ہلاک، ۶۰ زخمی ۱۱ ٹینک و بکتر بند گاڑیاں تباہ

لندن ۲۷ مارچ (اژانس افغان) افغان مجاہدین نے روسی۔ کابل کٹھ پتلی دستوں کی صوبہ ننگرہار کے آزاد کردہ قصبے حصارک کی جانب پیش قدمی ناکام بنا دی ہے۔ حصارک ۷۰ جلال آباد سے ۷۰ کلومیٹر مغرب میں کابل جانے والی قدیم شاہراہ کے قریب واقع ہے۔ اطلاعات کے مطابق روسی۔ کابل بکتر بند دستوں کو مجاہدین نے قدیم شاہراہ پر واقع دوسری جنگ افغانستان میں شہرت پانے والے تاریخی قصبے گندمک کے نواح میں ۱۷ تاریخ کو تباہی سے دوچار کر کے واپس جانے پر مجبور کر دیا۔

ایجنسی افغان پریس پشاور دفتر پہنچنے والی اطلاعات میں کہا گیا ہے کہ ۱۱ مارچ کو جلال آباد اور سرخ رود سے ایک سو سے زائد ٹینکوں اور بکتر بند گاڑیوں پر سوار روسی کابل دستوں نے نقل و حرکت کا آغاز کیا ان کے ساتھ دس فوجی گاڑیوں پر سامان رسد لدا ہوا تھا اس یلغار کا ہدف حصارک پر قبضہ کر کے مجاہدین کی آمد و رفت اور رسد کے راستوں اور ذرائع کا خاتمہ تھا۔ سات روز میں بکتر بند دستے راستے کی رکاوٹوں کو دور کرتے ہوئے جلال آباد سے چالیس کلومیٹر دور گندمک کے قریب پہنچے تو مجاہدین کے پہلے سے تیار کردہ دفاعی جال میں جا پھنسے اور چار ٹینک و بکتر بند گاڑیاں مجاہدین کی بچھائی ہوئی بارودی سرنگوں سے تباہ ہو گئیں روسی کابل دستوں نے مجاہدین کا گھیرا توڑنے کی ناکام کوشش کی۔ اس دوران ایک ٹینک ہاشم خیل اور دو ٹینک شیخ مصری نامی دیہات میں مجاہدین کے راکٹ لانچروں کا نشانہ بن گئے۔ گندمک قصبے کے باہر بکتر بند دستے کو ایک ٹینک اور تین بکتر بند گاڑیوں کا نقصان اٹھانا پڑا۔ جس کے بعد روسی کابل دستے اپنے ساتھیوں کی لاشیں سمیٹ کر پسپا ہو گئے لڑائی کے دوران کم از کم چھتیس روسی، کابلی فوجی ہلاک اور ساٹھ زخمی ہوئے۔ جب کہ صرف ایک مجاہد شہید اور اٹھارہ زخمی ہوئے بکتر بند دستے کی گولہ باری سے بیس سے زائد بے گناہ شہری شہید ہو گئے اور شیخ مصری، ہاشم خیل سرخاب اور گندمک بڑی تعداد میں مویشی ہلاک اور مکانات منہدم ہو گئے، ادھر صوبہ ننگرہار میں پاکستانی سرحد کے قریب واقع علاقے خیلمان میں حضرت عثمانؓ بٹالین کے مجاہدین نے ۱۴ مارچ کو سرحدادی نامی چوکی کے مشرق میں ایک بکتر بند گاڑی تباہ کر دی۔

ایرانی سرحد کے قریب رباط بازار

پر روسی طیاروں کی وحشیانہ بمباری

بھرے بازار پر حملہ، ۵۵ افراد شہید

۴۰ شدید زخمی، بازار تقریباً تباہ ہو گیا

افغانستان کے جنوب مغربی بلوچ اکثریتی صوبے نیمروز میں ۲۴ مارچ کو رباط بازار کے مقام پر شدید بمباری کی ہے۔ رباط ایرانی سرحد کے قریب آزاد کردہ علاقے میں بہت بڑی منڈی ہے۔ لوگوں سے بھرے ہوئے بازار پر بمباری سے ۵۵ افراد موقع پر شہید ہو گئے۔ جب کہ ۴۰ سے زائد زخمیوں کو ساٹھ میل دور ایران کے شہر زاہدان طبی امداد کے لئے منتقل کیا گیا ہے۔ جاں بحق ہونے والوں میں دس مجاہد اور باقی عام شہری ہیں۔ جنہوں نے روسی مظالم سے بچنے کے لئے آزاد کردہ علاقے میں پناہ لے رکھی تھی۔ شہید ہونے والوں میں بچے اور عورتیں بھی شامل ہیں۔

مجاہدین کے ذرائع سے ایجنسی افغان پریس کو ملنے والی اطلاعات کے مطابق بمباری صبح نو بجے کی گئی۔ جس وقت بازار میں رونق عروج پر تھی۔ آٹھ روسی طیاروں نے بمباری میں حصہ لیا۔ انہوں نے ایک درجن سے زائد بم گرائے اور فضا سے اندھا دھند گولیاں برسائیں۔ اس وحشیانہ بمباری سے بازار تقریباً تباہ ہو گیا ہے

جہاں راسخ ایمانی عقیدہ موجود ہو وہاں جدید جنگی ساز و سامان کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔
—— شہید سید قطبؒ

کابل کے نزدیک مجاہدین اور روسی دستوں کے درمیان جھڑپیں، صوبہ بامیان کے صدر مقام میں اسلحے کا ڈپو تباہ کر دیا گیا

افغان دار الحکومت کابل کے شمال کی طرف شاہراہ سالانگ پر سب ڈویژن میر بچہ کوٹ میں مجاہدین نے ۱۳ مارچ کو خواجہ قلعہ کے مقام پر روسی دستے کی ایک گاڑی تباہ کر دی۔ جس کا عملہ موقع پر ہلاک ہو گیا اسی روز کوہ صافی کے علاقے میں مجاہدین نے راکٹوں کے فائر سے ایک آئل ٹینکر اڑا دیا۔

اطلاعات کے مطابق پل کفایت خان کے علاقے میں مجاہدین نے ۲۹ مارچ کو ایک جیپ کا صفایا کر دیا۔ جس میں سوار پانچ کٹھ پتلی فوجی ہلاک ہو گئے۔ مجاہدین نے جیپ میں موجود اسلحے پر قبضہ کر لیا۔ ادھر بامیان صوبے میں جہاں صوبائی ہیڈ کوارٹر کے علاوہ سارا علاقہ روسی تسلط سے آزاد ہے۔ مجاہدین نے ۱۴ مارچ کو بامیان شہر میں روسیوں کے فوجی مرکز پر حملہ کیا اس معرکے میں راکٹوں کے فائر سے فوجی مرکز کے ایمونیشن ڈپو میں زبردست دھماکے سے آگ بھڑک اٹھی۔

صوبہ پکتیا میں نام نہاد جنگ بندی کے بعد مجاہدین کے مراکز پر مسلسل حملے، زازی کے محاذ پر ایک روسی ہیلی کاپٹر گرا لیا گیا

قابض روسی حکام نے نام نہاد جنگ بندی کے بعد صوبہ پکتیا میں مجاہدین کے الفتح، ژدار اور زازی کے مراکز پر اسی ۸۰ بار حملے کئے ہیں جہاں طیارہ شکن توپوں کی بنا پر روسی طیارے اونچی پرواز کرتے ہیں۔ اطلاعات کے مطابق مجاہدین نے ۱۶ مارچ کی دوپہر سب ڈویژن حسن خیل میں ایک روسی ہیلی کاپٹر مار گرایا ہیلی کاپٹر کا روسی پائلٹ اور دیگر عملہ موقع پر ہلاک ہو گیا۔

صوبہ پروان میں چھاپہ مار کاروائیوں کے دوران ایک روسی طیارہ تباہ

خونریز جھڑپوں میں تیس روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک، پانچ مجاہد شہید ہو گئے

افغان دار الحکومت کابل کے شمال کی طرف صوبہ پروان میں شاہراہ سالانگ کے اطراف چھاپہ مار کاروائیوں کے دوران تیس روسی کٹھ پتلی فوجی ہلاک پانچ مجاہد شہید ہو گئے ایک اور اطلاع کے مطابق مجاہدین نے دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے چار انجنوں والا روسی ٹرانسپورٹ طیارہ مار گرایا جو روسی علاقے دوشنبے سے پرواز کر کے بگرام ایئر پورٹ میں اترنے والا تھا ایک اور اطلاع کے مطابق مجاہدین کی نصب کردہ بارودی سرنگیں پھٹنے سے ۹ مارچ کو سنجدرہ کے مقام سے گزرنے والے فوجی دستے کا ٹینک اور ایک گاڑی تباہ ہو گئی۔ مجاہدین نے ۱۳ مارچ کو شاہراہ سالانگ پر چیکل کے مقام پر راکٹوں سے ایک ٹینک اڑا دیا جس کا عملہ موقع پر ہلاک ہو گیا۔

قبل ازیں ۸ مارچ کو تونیبی کے علاقے مجاہدین کے ٹھکانوں پر فوجی دستوں کی گولہ باری سے تین مجاہد اور ۱۱ مارچ کی روسی بمباری کے دوران دو مجاہد شہید ہو گئے بمباری کے نتیجے دیہی آبادیاں متاثر ہوئیں تاہم وہاں نقصانات کا اندازہ نہیں ہو سکا۔ اطلاعات کے مطابق افغان حریت پسندوں نے ۴ مارچ کو گل بہار قصبے میں ٹیکسٹائل ملز کی حفاظتی چوکی اور اگلے روز اسی علاقے میں مکتب خیل نامی فوجی چوکی پر حملے کئے جہاں آٹھ روسی فوجی ہلاک اور ان کے اسلحے پر قبضہ کر لیا گیا۔

معلوم ہوا ہے کہ صوبہ پروان کے علاقوں بخراب اور تگاب میں ۷ اور ۸ مارچ کے حملوں میں متعدد حفاظتی چوکیوں کو نشانہ بنایا۔ جب کہ صوبائی صدر مقام چاریکار کے نزدیک تیز رفتار کاروائی کے دوران حفاظتی چوکی پر یلغار کے نتیجے میں چار روسی فوجی ہلاک ہو گئے۔

وادی لوگر میں فوجی کاروائی ناکام بنا دی گئی۔ مزاحمت کے دوران ایک ٹینک اور ایک فوجی گاڑی تباہ

۲۵ مارچ۔ کابل کے جنوب کی طرف مجاہدین نے وادی لوگر کے سب ڈویژن میں روسی کٹھ پتلی دستوں کی کاروائی ناکام بنا دی جس کا مقصد مجاہدین کی رسد کے راستے منقطع کرنا تھا۔

ایجنسی افغان پریس کے ذرائع کے مطابق فوجی دستوں نے ۱۲ مارچ کو نیازی کے مقام پر مجاہدین کے اہم راستے پر قبضہ کرنے کے لئے پیش قدمی کی مجاہدین نے فوجی دستوں کی آمد سے باخبر ہوتے ہی راستے میں مورچہ بند ہو گئے

ادا ریہ

افغانستان میں صرف مجاہدین کے نمائندوں کی حکومت بنے گی

جمعیت اسلامی افغانستان کے مجاہد امیر جناب پروفیسر برہان الدین "ربانی" نے روزنامہ جسارت کو اپنے ایک انٹرویو میں کہا ہے کہ:

افغانستان میں جو بھی حکومت بنے گی وہ مجاہدین کے نمائندوں پر مشتمل ہوگی"

انہوں نے کہا کہ: "افغان مجاہدین نے روسی استعمار کے خلاف جو بے مثال جدوجہد کی اور قربانیاں پیش کیں۔ وہ اسے ظاہر شاہ پر ضائع نہیں کریں گے"۔ افغانستان میں مصالحتی حکومت کے قیام کے بارے میں جمعیت اسلامی کے رہبر استاد برہان الدین "ربانی" نے کہا ہے کہ: "پہلی بات تو یہ ہے کہ افغانستان میں افغان قوم باہم برسرِ پیکار نہیں کہ مصالحتی حکومت قائم کی جائے۔ جب کہ ایک غیر ملکی جارح قوت سے نبرد آزما ہیں۔ ہم کسی ایسی مصالحتی حکومت کو بھی قبول کرنے کو تیار نہیں۔ جس کے ذریعہ افغانستان میں روس اپنے مقاصد کی تکمیل اور عزائم کو پورا کر سکے"۔

جمعیت اسلامی افغانستان کے گراں قدر امیر برہان الدین "ربانی" نے بالکل درست اور بجا فرمایا ہے:

درحقیقت یہ دونوں باتیں جو افغانستان کے آئندہ حکومت کی تشکیل اور سربراہ مملکت کے بارے میں ہیں۔ صرف اور صرف افغان مجاہدین سے تعلق رکھتی ہیں۔ جہادی پارٹی کے رہنماؤں اور روسی کابلی فوجیوں سے برسرِ پیکار مجاہدین کے سوا اور کوئی تنظیم یا جہادی مورچوں سے باہر کوئی شخص کو یہ حق ہرگز حاصل نہیں ہوگا کہ وہ افغانستان کے مستقبل کے بارے میں فیصلہ کریں اور اپنے آپ کو خادم قوم دکھا کر وارث اقتدار بنے۔

ایسے لوگوں کو چاہیئے کہ وہ اس قسم کی باتوں سے باز آجائیں۔ افغان مجاہدین میں اس امر کی پوری صلاحیت موجود ہے کہ وہ حکومت کی باگ ڈور سنبھال لے۔ مجاہد رہنما اگر افغانستان کے گوشے گوشے میں موجود جہادی مورچوں کی حفاظت انقلابی اور کٹھن شرائط کے باوجود اپنے مجاہد عوام کا نظم چلا سکتے ہیں تو انہیں ایک اصولی حکومت کو چلانے میں کیا دشواری؟

افغان شہید پرور قوم جو ایک جارح و غاصب سامراجی طاقت سے نبرد آزما ہے۔ قربانیاں دے چکی ہے۔ آغوش میہن سے دور دشت و صحراؤں مشقت بھری زندگی گزار رہی ہے۔ بھوک پیاس جیسی طاقت فرسا تکلیفیں جھیل کر دشمن کے مقابلے کے لیے پہاڑی اور بے آب و گیاہ اور خطرناک علاقوں میں مورچہ زن ہے۔ اور ڈٹ کر مقابلہ کر رہی ہے۔ یہ محض اس لیے نہیں کہ روسیوں کے زرخرید غلام نجیب اور کابل انتظامیہ کے ساتھ جن کے ہاتھ افغان بے گناہ قوم کے خون سے رنگے ہیں۔ ایک جگہ بیٹھ کر مخلوط حکومت تشکیل دیں۔ حاشا و کلا یہ ہرگز ممکن نہیں۔ ہمارا جہادی مشن روسی فوج کے خلاف شروع ہوا ہے اور اس وقت تک جاری و ساری رہے گا جب تک افغانستان میں ایک روسی فوجی بھی موجود ہو۔ کابل پٹھو حکومت سے مصالحت کرنا بے معنی ہے۔ کیوں کہ ہم اسے قانونی حکومت کی حیثیت سے تسلیم نہیں کرتے۔ وہ ہمارے مقابلے کی طاقت نہیں رکھتا۔

(باقی صـ ۱۳ پر)

اور پانچ گھنٹوں کی مسلسل مزاحمت کے بعد حملہ آور فوجیوں کو پسپا کر دیا۔ روسی کٹھ پتلی دستے ایک ٹینک اور ایک گاڑی کا ملبہ چھوڑ کر چودہ ہلاک اور زخمی لئے۔ صوبائی ہیڈ کوارٹر کی سمت فرار ہو گئے۔ معلوم ہوا ہے کہ فوجی دستوں کی واپسی کے بعد روسی طیاروں نے دیہی آبادیوں پر بمباری کی۔ جس سے ایک افغان عورت جان بحق اور متعدد افراد زخمی ہو گئے۔

قندھار شہر میں چھاپہ مار کاروائیاں

ایک فوجی افسر گرفتار، اسلحے کی

بھاری تعداد پر قبضہ کر لیا گیا

قندھار شہر میں مجاہدین کے ایک گروپ نے ۱۴ مارچ کو مضافاتی علاقے ملاجات میں حفاظتی چوکی کی ایک بکتر بند گاڑی تباہ کر دی۔ اس کاروائی میں چار روسی فوجی ہلاک اور ایک مشین گن کے علاوہ آٹھ کلاشن کوف رائفلیں مجاہدین کے ہاتھ آئیں

ایک روز قبل مجاہدین نے ڈنڈ کے علاقے میں گشتی دستے کا ایک کپتان اور ایک کٹھ پتلی فوجی اسلحے سمیت گرفتار کر لئے۔ جنہیں آزاد علاقے کی عدالت کے سپرد کر دیا گیا۔

صوبہ پکتیا میں سات حفاظتی چوکیوں پر مجاہدین کا قبضہ دوسو فوجیوں نے ہتھیار ڈال دیئے

غزنی میں خونریز جھڑپ کے دوران چوبیس مجاہد شہید ہو گئے

۲۶ مارچ۔ افغانستان کے صوبے پکتیا میں مجاہدین نے سنکئی کے محاذ پر سات حفاظتی چوکیوں کا کنٹرول حاصل کر لیا ہے جہاں سے بھاری مقدار میں اسلحہ اور گولہ بارود مجاہدین کے ہاتھ آیا۔ ادھر غزنی کے علاقے شولگرہ میں خونریز جھڑپ کی اطلاع ملی ہے۔ جس کے دوران چوبیس مجاہد شہید اور اٹھاون زخمی ہو گئے۔

ایجنسی افغان پریس کے ذرائع نے بتایا ہے کہ ایک ہفتے کی مسلسل جد و جہد کے بعد مجاہدین نے ۲۳ مارچ کو خوست کے جنوب کی طرف سنکئی فرنٹ کی سات چوکیوں پر قبضہ کر لیا۔ اس معرکے میں کم از کم پچاس روسی کارمل فوج ہلاک اور زخمی ہو گئے۔ جب کہ اٹھارہ افسروں سمیت دو سو فوجیوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ حفاظتی چوکیوں اور گرفتار فوجیوں کے تمام اسلحے پر مجاہدین نے قبضہ کر لیا۔ جن میں بارہ مشین گنیں، دو سو ستر کلاشن کوف رائفلیں اور گولہ بارود شامل ہے۔

دریں اثنا صوبہ غزنی کے علاقے شولگرہ میں مجاہدین شدید بمباری اور گولہ باری سے ششم کے مقام پر اپنے مرکز سے عقب نشینی اختیار کر گئے۔ اطلاعات کے مطابق دن بھر کی خونریز لڑائی کے نتیجے میں چوبیس مجاہد شہید اور اٹھاون زخمی ہوئے۔

احمد شاه ((وحدت))
Ahmad Shah (Vahdat)
A. K. P. O.

قافلۂ شہدا

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَنْ
يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا

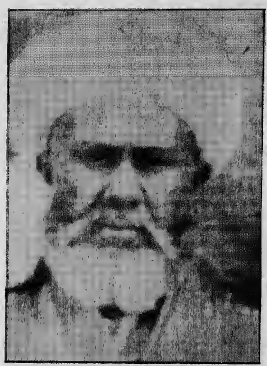

وکیل احمد جان

جناب شہید حاجی وکیل احمد جان ولد فاضل اور دانشمند وکیل دین محمد خان نے اپنا اور اپنے دو نوجوان فرزندوں کا نام ان لازوال ہستیوں میں شامل کواہی لیا ہے جن کے بارے میں حافظ شیرازی نے یوں فرمایا ہے :

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

جناب شہید وکیل احمد جان نے ۱۸۹۸ء میں صوبے غور کے ایک تاریخی اور کوہستانی علاقے سینی نامی

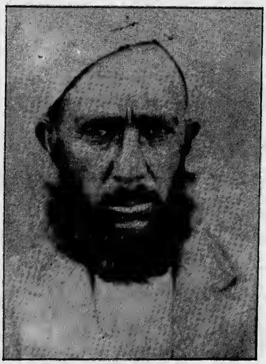

مُلّا محمد

گاؤں کے ایک نہایت متدین۔ شریف علم پرور اور محب وطن گھرانے میں جناب وکیل دین محمد کے ہاں آنکھ کھولی۔ شہید موصوف کا گھرانہ سالوں سال سے علم دین کا مرکز بنا چلا آرہا تھا۔ اور اسی گھرانے سے ہزاروں بچوں نے علم دین کی تربیت پائی۔

جناب شہید موصوف کے گھرانے کے سبھی چھوٹے بڑے علم دین اور اخلاقی فضائل کے زیور سے آراستہ تھے۔ والدین کی نیک اور اچھی تربیت کے

حاجی عبداللہ

باعث انہوں نے تھوڑی ہی عمر میں اکثر کتب دینی کا مطالعہ کر کے ان پر کافی عبور حاصل کر چکا تھا۔ انہوں نے اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کا ارادہ کیا۔ گاؤں گاؤں گلی گلی حتیٰ کہ صوبے غور کے کٹھن اور مشکل پہاڑی علاقوں کا سفر کر کے وہاں لوگوں کو دین کی صحیح تبلیغ کی اور لوگوں کو قرآن و سنت کی روشنی میں ایک سچے مسلمان بننے کی ہدایت دی۔ اس طرح انہوں نے جگہ جگہ علم توحید کی ایک ایسی شمع جلائی جسے آج تک کوئی بھی تیز اور تند آندھی مدھم نہ کر سکی اور وہی شمع توحید آج تک

مشعل فروزاں کی طرح روشن اور جگمگارہی ہے۔ خداوند تعالیٰ نے انہیں خوش خلقی اور ملنساری کا جوہر عطا فرمایا تھا۔ وہ ہمیشہ اپنی موہنی موہنی باتوں سے لوگوں کے دلوں کو اسیر کر لیا کرتے اور لوگوں کو باطل کے خلاف قیام کرنے کی تلقین بھی کرتے چنانچہ ایک نیک سیرت عالمِ دین اور محب وطن ہونے کے ناطے سے علاقے کے لوگوں نے انہیں ایک بار پارلیمنٹ کا ممبر چنا۔ اس مردِ مومن نے کابل پارلیمنٹ ہاؤس میں اپنے کوہستانی علاقے کے پسماندہ عوام کے مسائل کو سلجھانے کے لیے شب وروز کوشش کی، پارلیمنٹ ہاؤس کے اندر اور جہاں کہیں بھی اسلام دشمن اور سماج دشمن عناصر موجود تھے وہ سب کے سب ان کے مخالف بن گئے لیکن وہ جناب کسی کی بھی پروا کیئے بغیر خلقیوں اور پرچمیوں کے چہروں کو بر ملا کیا کرتے۔ یہی وجہ تھی کہ وہ جناب خلقیوں اور پرچمیوں کی آنکھ کا کانٹا بن گئے۔ اسلام دشمن اور سماج دشمن عناصر ان کے خلاف طرح طرح کے الزام تراشنے لگے۔ مگر اس مردِ مجاہد کے عزم وارادے میں کوئی لغزش نہیں آئی۔ انہوں نے ہمیشہ حق کی طرف داری کی۔ اور باطل کے خلاف ایک مضبوط چٹان بن کر اُبھرے۔

۱۹۸۷ء میں جونہی وحشت اور کمیونزم کے کالے بادل افغانستان کی پاک فضا پر آمنڈ آئے اور افغان مظلوم عوام غلامی کی زنجیروں میں جکڑے جانے لگے تو اس مردِ مجاہد پر دن کا چین اور رات کی نیند حرام ہوگئی۔ انہوں نے دنیوی کاموں سے منہ موڑا اور ایک پر جوش طوفانی موج کی طرح کمیونسٹوں کے خلاف عملی جہاد کا آغاز کیا۔ علاقے کے لوگوں کو جہاد میں شمولیت کی دعوت دی۔ لوگوں نے بلا کسی خوف و ہراس کے ان کے حق کی آواز پر لبیک کہی اور اس طرح صوبے غور کے سینی نامی گاؤں سے کفر والحاد کے خلاف جہاد کا آغاز ہوا۔ اس خطے میں کئی ایک روس نواز افغان ہمارے مظلوم اور نہتے مسلمان عوام کو فریب دے کر اشتراکیت کے نظام میں شمولیت کی دعوت دے رہے تھے۔ شہید موصوف نے سب سے پہلے انہی کفر کے مداحوں کو جہنم واصل کیا۔ اور حق وباطل کا یہ معرکہ روز بروز اوج پکڑتا گیا۔ آخر کار ۱۲ اکتوبر ۱۹۷۸ کو روس نواز افغان کمیونسٹوں نے انہیں اور ان کے دو فرزندوں کو جن کے نام قاری مولوی محمد صاحب شہید اور غازی ملا عبیداللہ تھے کو زندہ گرفتار کر لیا اور انہیں فوراً پل چرخی جیل بھجوا دیا گیا۔ جہاں وہ سرِ عام بے رحمانہ طور پر شہید کر دیئے گئے اس کے بعد حاجی وکیل احمد شہید ہوا لیکن صوبے کے غیور جیالے مجاہد آج بھی ان کے نقشِ قدم پر چل کر جہاد کے گرم اور خونین مورچوں میں دشمن کے مقابلے میں سینہ سپر بیٹھے ہیں۔

شہید قاری محمد نعیم (نورانی)

مولوی محمد اعظم (قندہاری) کا جواں سال فرزند جناب قاری محمد نعیم (نورانی) ۱۹۶۰ء میں صوبہ کندز کے شیرآباد نامی محلہ کے ایک دیندار، علم پرور اور محب وطن گھرانے میں پیدا ہوئے قاری محمد نعیم کو چھ سال کی عمر میں ایک مقامی پرائمری سکول میں داخل کیا گیا۔ ابتدائی حصول تعلیم کے بعد وہ

ایگریکلچرل ہائی سکول میں شامل ہوا قاری موصوف بچپن ہی سے اسلامی شعائر کا پابند تھا وہ اکثر اسلامی مباحث اور میٹنگوں میں شریک ہوتے تھے F.A پاس کرنے کے بعد جب افغانستان میں نام نہاد انقلاب ثور آیا۔ تو قاری "نورانی" صاحب'' اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا ارادہ چھوڑ کر دیگر ساتھیوں کے ساتھ ایران چلا گیا۔ تھوڑی مدت گزارنے کے بعد واپس افغانستان لوٹ آئے۔ جاسوسی شبکہ (خاد) کے ایجنٹوں نے

انہیں گرفتار کرکے قیدی بنا لیا۔ ترہ کی دور حکومت ختم ہونے پر قید سے رہائی پائی اب قاری محمد نعیم نے مسلح جہاد کا مصمم ارادہ کرکے دیگر مجاہدین بھائیوں سے مل کر عملی جہاد کا آغاز کیا۔ ۱۹۸۲ء میں وہ ایک دفعہ پشاور آیا۔ لیکن جلد ہی واپس چلا گیا اور جہاد کو سرعت بخشی۔

محمد نعیم (نورزائی)، نے دشمن کے خلاف کئی معرکوں میں حصہ لیا اور اپنی بہادری کے جوہر دکھاتے۔ آخر کار ۱۴ اکتوبر ۱۹۸۴ء کو ایک خونین معرکہ میں دشمن کی ایک بے رحم گولہ نے ان کے سینہ کو چھلنی کر دیا اور اللہ کو پیارے ہوگئے۔

شہید غلام سخی نمبر ۱۱

شہید غلام سخی ولد مقیم بائے آج سے (۲۵) سال پہلے صوبہ سمنگان کے تیلی نامی گاؤں کے ایک شریف اور محب وطن گھرانے میں پیدا ہوئے ، ۱۹۶۷ میں انہیں سکول میں داخل کر دیا گیا۔ ابھی وہ دسویں جماعت کے طالب علم ہی تھے کہ افغانستان میں انقلاب ثور رونما ہوا اور افغان عوام پر مظالم کے پہاڑ توڑے جانے لگے ابھی اس مرد مومن کی عمر ۱۷ سال ہی کی تھی کہ اس نے مسلحانہ جہاد کا آغاز کیا ۱۹۸۳ میں وہ ایک دفعہ پشاور آئے اور آٹھ مہینے پشاور میں گزارنے کے بعد وہ افغانستان کی طرف رخ کیا اور ایک طویل مدت تک سرگرم جہاد رہ کر درجنوں روسی اور کابل انتظامیہ کے فوجیوں کو جہنم رسید کر کے ان سے بھاری مقدار میں اسلحہ و گولہ بارود چھینا۔

آخر کار ۲۰ اکتوبر ۱۹۸۶ کے ایک خونیں معرکے میں دشمن کی ایک گولی نے ان کے سینے کو چھلنی کر دیا اور وہ شہادت کی اعلیٰ منصب پر فائز ہوگئے

شہید محمد جان

جناب بوری جان کے جوان سال فرزند شہید محمد جان کا تعلق بھی صوبے فاریاب کے تور پاختون نامی سے ہے۔ وہ جناب صوبہ فاریاب کے ایک دیندار اور محب وطن گھرانے میں متولد ہوتے۔ جب افغانستان میں نام نہاد

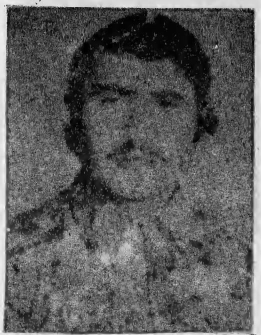

انقلاب ثور رونما ہوا اور افغان مسلمان عوام کو کفر و الحاد کی زنجیروں میں جکڑے جانے لگے تو اس مردِ حق نے کاروبار زندگی سے منہ موڑا مسلحانہ جہاد کا آغاز کیا۔ پانچ سال متواتر دشمن کا مقابلہ کرکے شایانِ شان کامیابیاں حاصل کیں۔

آخر کار ۱۱ جنوری ۱۹۸۶ء کو ایک خونین جھڑپ کے دوران وہ کام آئے اور شہدا راہِ حق کے قافلے سے جا ملے۔

شہید آقا رحیم

جوان سال شہید آقا رحیم ولد سلیمان قل صوبے فاریاب کے تور پاختو نامی گاؤں کے ایک متدین گھرانے میں پیدا ہوئے۔ وہ بچپن ہی سے جہاد اور شہادت کے شیدائی تھے۔ جونہی افغانستان میں روس نواز کمیونسٹ انقلاب آیا اور افغان عوام پر مظالم کے پہاڑ توڑے جانے لگے تو اس مرد مجاہد

نے دنیوی کاموں سے منہ پھیرا۔ اور عملی جہاد کا آغاز کیا۔ چار سال تک جہاد کے گرم مورچوں میں ڈٹ کر دشمن کا مقابلہ کرتا رہا۔

آخر کار ۱۹۸۶ء میں ایک خونین لڑائی کے دوران دشمن کی ایک گولی نے اس کے سینے کو چھلنی کر دیا اور وہ اللہ کو پیارے ہوگئے۔

شہید محمد افضل

شہید محمد افضل آج سے ۲۲ سال قبل صوبے سمنگان سب ڈویژن خلم کے ایک مسلمان، متدین اور شریف گھرانے میں پیدا ہوئے۔ بچپن ہی میں سایۂ پدری سر سے اٹھ گیا۔ اس لیے وہ اپنی تعلیم پوری نہ کر سکا۔

۱۹۷۸ء میں جب افغانستان میں نام نہاد انقلاب ثور آیا اور افغانستان میں کفر والحاد کے بادل چھانے لگے تو محمد افضل بھی دیگر مجاہدین بھائیوں کی طرح دنیوی کاموں سے منہ موڑ کر مسلح جہاد میں شامل ہو گیا اور صفِ اول کے مجاہد کہلاتے۔ کئی معرکوں میں شمولیت کر کے دشمن کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا اور ان سے بھاری مقدار میں اسلحہ اور گولہ بارود مالِ غنیمت کے طور پر چھینا۔ ایک دفعہ وہ پشاور آئے اور قلیل عرصہ گزارنے کے بعد جب وہ واپس جا رہے تھے تو راستے میں دشمن نے حملہ کر کے انہیں شہید کر ڈالا۔

شہید عبد الغیاث (سروری)

شہید عبد الغیاث (سروری) کا تعلق صوبے غورات کے سب ڈویژن تولک سے تھا اس کے والد گرامی کا نام مولوی فقیر احمد سروری تھا۔

عبد الغیاث آج سے ۳۲ سال قبل ۱۹۵۵ء میں صوبہ غورات کے خمین نامی گاؤں کے ایک مسلمان، دیندار اور علم پرور گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے حصول کے بعد باپ کی توجہ کے بدولت اعلیٰ تعلیم کی حصول کی غرض سے انہیں ایک دینی مدرسہ میں داخلے کا شرف حاصل ہوا خاص ذوق کی وجہ سے وہ ہر کلاس

میں پہلی پوزیشن حاصل کرتے تھے۔

عبد الغیاث مدرسہ سے فرسٹ ڈویژن پر پاس ہوا اور اس طرح اس نے فراغت کا سرٹیفکیٹ حاصل کیا اسی دوران افغانستان میں نام نہاد انقلاب ثور آیا۔ کفر والحاد کی فضا پھیلی اور افغان مسلمان عوام پر ظلم و تشدد کا سلسلہ شروع ہوا جناب عبد الغیاث سروری اور اس کا بھائی محمد الیاس سروری نے دنیوی کاموں سے منہ موڑا اور مسلح جہاد کا راستہ اختیار کیا۔ ایک طویل مدت تک روسی کابل فوجیوں سے لڑتے ہوئے دشمن کے لیے قہر ساماں بنے رہے کئی معرکوں میں درجنوں روسی و کابل فوجیوں کو موت کے گھاٹ اتار کر جہنم واصل کیا دشمن سے کئی مقابلوں کے دوران شایانِ شان کامیابیاں حاصل کیں۔ آخر کار دشمن سے ایک خونین جھڑپ کے دوران گھیرے گئے۔ ڈٹ کر مقابلہ کیا لیکن آخر کار زندگی ساتھ نہ دیا اور جناب عبد الغیاث اپنے دیگر تین بھائیوں سمیت ۱۴ر مئی ۱۹۷۹ کو کام آئے اور جام شہادت نوش کر گئے اور اللہ کو پیارے ہو گئے۔

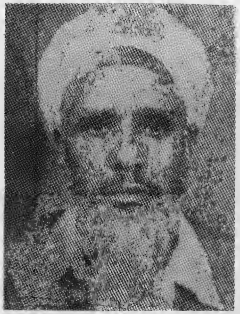

شہید مولوی میبر رحمان

بمباری سے بیس افراد شہید

کابل کے شمال کی طرف صوبہ پروان کی اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ روسی طیاروں نے ۱۴ر مارچ کو گل بہار کے علاقے میں دیہی آبادیوں پر انتقامی بمباری کی۔ جس کے دوران بیس افغان شہری اور ایک مجاہد شہید ہو گیا۔ بمباری سے قبل مجاہدین نے متاثرہ علاقے میں ایک حفاظتی چوکی پر حملہ کر کے اسے نشانہ بنایا تھا۔ جہاں چار کمیونسٹ فوجی ہلاک اور ان کی کلاشن کوف رائفلوں پر قبضہ کر لیا گیا۔

ہمارا نعرہ

- اللہ کی رضا ، ہمارا مقصد
- حضرت محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے رہبر
- قرآن ہمارا قانون
- جہاد فی سبیل اللہ ہمارا راستہ
- اللہ کی راہ میں شہادت ہماری بہترین تمنّا ہے

ہمارا نصب العین

اگر ہم جہاد کر رہے ہیں یا رُوسی سامراج کی یلغار اور ظُلم کے واسطے ہجرت پر مجبُور ہو کر پریشانی اور غُربت کی حالت میں اپنے وطن کو چھوڑنا پڑا ہے اور ہر طرح کی مصیبتیں اٹھا رہے ہیں تو یہ سب عظیم نصب العین کیلئے ہے اور وہ ہے افغانستان میں خلافتِ اِسلامی کا احیاء ۔

فرمانِ الٰہی

اللہ کو جو قوم پسند ہے

اللہ کو تو پسند وہ لوگ ہیں جو اس کی راہ میں اس طرح صف بستہ ہو کر لڑتے ہیں گویا وہ ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں (الصّف)

تشریح:

اللہ کو جو فوج پسند ہے۔ اس میں تین صفات ہونی چاہئیں۔ ایک یہ کہ وہ خوب سوچ سمجھ کر اللہ کی راہ میں لڑے اور کسی ایسی راہ میں نہ لڑے جو فی سبیل اللہ کی تعریف میں نہ آتی ہو دوسری یہ کہ وہ بدنظمی اور انتشار میں مبتلا نہ ہو بلکہ مضبوط تنظیم کے ساتھ صف بستہ ہو کر لڑے۔

تیسری یہ کہ دشمنوں کے مقابلے میں اس کی کیفیت "سیسہ پلائی ہوئی دیوار" کی سی ہو۔ پھر یہ آخری صفت بجائے خود اپنے اندر معنی کی ایک دنیا رکھتی ہے، کوئی فوج اس وقت تک میدانِ جنگ میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند کھڑی نہیں ہو سکتی۔ جب تک اس میں حسب ذیل صفات پیدا نہ ہو جائیں۔

- عقیدے اور مقصد میں کامل اتفاق جو اس کے افسروں اور سپاہیوں کو آپس میں پوری طرح متحد کر دے۔
- ایک دوسرے کے خلوص پر اعتماد جو کبھی اس کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتا کہ سب فی الواقع اپنے مقصد میں مخلص اور ناپاک اغراض سے پاک ہوں۔ ورنہ جنگ جیسی سخت آزمائش کسی کا کھوٹ چھپا نہیں رہنے دیتی۔ اور اعتماد ختم ہو جائے تو فوج کے افراد ایک دوسرے پر بھروسہ کرنے کے بجائے الٹا ایک دوسرے پر شک کرنے لگتے ہیں۔
- اخلاق کا ایک بلند معیار جس سے اگر فوج کے افسر اور سپاہی نیچے گر جائیں تو ان کے دلوں میں نہ ایک دوسرے کی محبت پیدا ہو سکتی ہے نہ عزت اور نہ وہ آپس میں متصادم ہونے سے بچ سکتے ہیں۔
- اپنے مقصد کا ایسا عشق اور اسے حاصل کرنے کا پختہ عزم جو پوری فوج میں سرفروشی و جانبازی کا ناقابلِ تسخیر جذبہ پیدا کر دے اور وہ میدانِ جنگ میں واقعی سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ڈٹ جائے۔

یہ تھیں وہ بنیادیں جن پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں ایک ایسی زبردست عسکری تنظیم اٹھی جس سے ٹکرا کر بڑی بڑی قوتیں پاش پاش ہو گئیں اور صدیوں تک دنیا کی کوئی طاقت اس کے سامنے نہ ٹھہر سکی۔

ارشاد نبویؐ

اللہ کو یہ پسند ہے کہ اس کے گنہگار بندے اس سے مغفرت مانگیں

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ہم نے حضورؐ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ، ہماری کیا حالت ہے کہ جب ہم آپ کے پاس ہوتے ہیں، تو ہمارے دل نرم ہو جاتے ہیں، ہم دنیا سے بے رغبت ہو جاتے ہیں اور اس وقت ہم اہل آخرت ہوتے ہیں۔ لیکن جب ہم آپ کے پاس سے اٹھ کر جاتے ہیں۔ گھر کے لوگوں سے مانوس ہوتے ہیں اولاد کو سونگھتے ہیں تو ہم اپنے دلوں کو اور ہی طرح کا پاتے ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تم ہمیشہ اسی حالت میں رہا کرو جس حالت میں تم میرے پاس سے اٹھ کر جاتے ہو تو فرشتے تمہارے گھروں پر تمہاری زیارت کیا کریں اور اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالےٰ (تمہاری جگہ) ایک نئی مخلوق کو لے آئیں گے کہ وہ گناہ (کر کے شرمندہ ہوں اور اپنے عجز و قصور کا اعتراف کر کے استغفار کریں) جس پر اللہ تعالےٰ ان کی بخشش فرمایا کریں۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مخلوق کس چیز سے بنائی گئی ہے؟

فرمایا۔ پانی سے۔

میں نے عرض کیا۔ جنت کی عمارت کیسی ہے؟

فرمایا۔ ایک اینٹ چاندی کی ایک اینٹ سونے کی۔ اس کا مسالہ مہکتی ہوئی کستوری کا ہے اس کی کنکریاں موتی اور یاقوت کی ہیں۔ اس کی مٹی زعفران کی ہے۔ جو شخص اس میں داخل ہوگا۔ وہ ہمیشہ ناز و نعمت میں رہے گا اسے کبھی ادنیٰ تکلیف و مشقت لاحق نہیں ہوگی وہ ہمیشہ جیئے گا۔ کبھی نہیں مرے گا اس کے کپڑے میلے ہوں گے اور نہ کبھی اس کی جوانی ڈھلے گی۔

پھر حضورؐ نے فرمایا تین آدمی ایسے ہیں کہ ان کی دعا رد نہیں ہوتی ایک سربراہ مملکت جو عدل و انصاف کرتا ہو۔ دوسرا روزے دار جب وہ روزہ افطار کرے اور تیسرا مظلوم اللہ تعالےٰ اس کی دعا کو بادلوں سے اوپر اٹھا لیتے ہیں اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اللہ تبارک و تعالےٰ فرماتے ہیں۔ میری عزت کی قسم! میں تیری مدد ضرور کروں گا خواہ (تیری ہی کسی مصلحت کی بنا پر) اس میں ذرا توقف ہو جائے۔ (ترمذی)

تشریح:

امت کو صحابہ کرامؓ کا ممنون ہونا چاہیئے جنہوں نے حضورؐ کی خدمت میں اپنی ہر حالت اور ہر واردات پیش کر کے گویا امت کی الجھنوں کی پوری پوری نمائندگی کر دی اور اس طرح حضورؐ کی زبان مبارک سے ان کی وضاحت حاصل کی جو امت کے لئے بہترین سرمایۂ رہنمائی بن گیا۔ اس پہلو سے ذخیرہ حدیث بیش قیمت اثاثہ ہے کہ اس میں بڑے بڑے انکشافات مسائل کے حل اور حکمت کے موتی ملتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ نے سب سے پہلے تو اپنی وہ کیفیت پیش کی جو حضورؐ کی مجلس سے اٹھنے کے بعد ان پر طاری ہوتی تھی اسی کیفیت سے ان کو شبہ سا ہونے لگا کہ یہ کہیں ایمان کی کمی کی وجہ سے نہ ہو اور اگر ایسی کیفیت فطری ہے تو کہیں موجب گرفت نہ ہو؟ اسی قسم کا نفسیاتی تجربہ ایک اور حدیث میں حضرت حنظلہ بھی پیش فرماتے ہیں اور حضورؐ نے ان کو بھی ایسا ہی جواب دیا تھا۔

(باقی صفحہ پر)

ہمارا یہ قیام کوئی موسمی قیام نہ تھا

شہید پرور صوبے ہرات میں کمیونسٹوں کے خلاف افغان مجاہدین کی جانب سے ہونے والے ۲۴ حوت کے مسلحانہ قیام کی نویں سالگرہ کے موقع پر جمعیت اسلامی افغانستان کے عالی مقام رہبر جناب پروفیسر برہان الدین "ربانی" کا حاضرین مجلس سے ولولہ انگیز خطاب :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الحمد للہ رب العالمین
والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ
والسلام علی سیدنا و نبینا و
مولانا محمدؐ وعلیٰ آلہ واصحابہ
ومن دعیٰ بدعوتہ الی یوم الدین۔
میرے دلیر اور عزیز مجاہدو!
اور مہمانانِ گرامی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ
وبرکاتہ!
۲۴ حوت کو افغانستان کے
ایک تاریخی اور بارونق شہر ہرات میں
رونما ہونے والے شاندار اسلامی انقلاب

کا واقعہ ہمارے وطن عزیز کی تاریخ میں سنہری حرفوں سے درج ہو چکا ہے اور یہ امر مسلم ہے کہ اس مسلحانہ قیام کے واقعے کو اسلامی تاریخ میں ایک خاص اور اہم مقام حاصل ہو چکا ہے۔ اس دن کے رونما ہونے والے واقعات کی یادیں ہماری آنے والی نسلوں کے دلوں میں قیامت تک زندہ و تابندہ رہیں گی۔ اس واقعے کو کوئی بھی باشعور انسان فراموش نہیں کر سکتا۔

یہ الہام بخش روز نہ تنہا ان مجاہدین کے لیے تھا جو خون و شہادت کے گرم مورچوں میں یا دشمن کے روبرو سینہ تانے مقابلہ کر رہے تھے۔ بلکہ اس دن کا واقعہ ہمارے دلیر مجاہد عوام کے لیے ایک سبق آموز درس بھی ہے۔ ۲۴ حوت کا یہ المیہ البتہ ہمارے اسلامی انقلاب کی تاریخ میں اور مستقبل کی اسلامی تاریخ میں بھی اور سبھی امت مسلمہ کے لیے ایک عظیم ترین فاجعہ کے دن کے نام سے یاد رہے گا۔ مجھے امید ہے کہ اسلامی تاریخ کا حافظہ اس دن کے واقعہ کو کبھی نہیں بھلا پائے گا۔

اس خونین اور مسلحانہ قیام کے دوران بہادری کے جو جوہر ہمارے نہتے نگر دلیر عوام نے وطن اور دین کے دشمنوں کے خلاف دکھلائے ہیں۔ شاید اس کی نظیر اسلامی تاریخ میں کم تر دیکھنے کو ملے گی۔

ہمارے جیالے سرکف اور مجاہد مومن عوام نے اس دن کے واقعہ سے اور بعد میں انجام پائے گئے جہادی مشن کے دوران کا سبق ہمیں اور ہماری آنے والی نسلوں کو دیا ہے وہ یہ ہے کہ :

ہمارا یہ قیام کوئی موسمی قیام نہ تھا۔ ہماری حرکت کسی مکان و زمان پہ منحصر نہ تھی بلکہ یہ ایک اسلامی مبارک قدم تھا۔ خداوند عزوجل کی مدد ہمارے شامل حال تھی۔ اور آج بھی اسی جذبے کے تحت ہمارے گلگوں قباء شہداء کے ورثاء کی جانب سے ہمارا جہادی مشن بڑی آب و تاب کے ساتھ رواں دواں ہے۔ آئے دن ہمارے جیالے مجاہدوں کے حوصلے بلند سے بلند تر ہوتے جا رہے ہیں۔ وہ ہر آنے والے حادثے کا مقابلہ کرنے کے لیے اپنے اپنے مورچوں میں پوزیشن سنبھالے چوکس بیٹھے ہیں۔

حق اور باطل کے اس معرکے میں آئے دن شاندار کامیابیاں ہمارے دلیر مجاہدین کے قدم قدم رہی ہیں۔ ہر روز ہمارے مجاہدوں کی فتوحات اور کامیاب حملوں کی خبریں ہم اور جہاں والے سنتے چلے آرہے ہیں۔ لحظہ بہ لحظہ ہمارے غیور مجاہدین قوت اور توانائی حاصل کر کے طاقتور ہوتے جا رہے ہیں۔ آئے دن یکے بعد دیگرے ہمارے شہداء کے قافلے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیے جا رہے ہیں۔ مگر ہمارے مورچوں کے کسی بھی ماتھے پہ یاس اور ناامیدی کا کوئی اثر نہیں پایا جاتا ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ایک نوازش اور عنایت ہے۔ یہ ایک تمہید ہے کہ اسلام کے سچے وفادار فرزند اور صوبہ ہرات میں اسلام کے مخلص اور انقلابی عوام نے ایک ابدی اور جاویدانہ سبق آنے والی نسلوں کے لیے ارمغان کے طور پہ چھوڑ گئے ہیں۔ اور چھوڑتے جا رہے ہیں۔ وہ یہ ثابت کر چکے ہیں کہ انقلاب، ایک اسلامی انقلاب کی ضرورت کی بنا پر یا کسی مخصوص شرائط کی وجہ سے رونما نہیں ہوا کرتا۔ ایک انقلابی عمل صرف فاضل وقت گزارنے سے حاصل نہیں ہوتا۔ ایک انقلابی انسان ہر وقت انقلابی ہی ہوا کرتا ہے۔ نہ یہ کہ گرم اور خوشگوار موسم میں ہم انقلابی رہیں۔ اور برسات کے دنوں یا مشکل وقت پر ہم جہاد سے کنارہ جوئی اختیار کریں۔ یا جہاں ذاتی مفاد موجود ہو۔ وہاں صف اول میں کھڑے ہوں۔ اور جہاں رنج و تکلیف ہو۔ تو ہم آخری صف میں کھڑے ہو جائیں۔ آرام کے دنوں میں ہم بلند بلند نعرے لگائیں۔ اور جہاں رنج و مصیبت ہمارے سراغ میں آئے تو ہم میدان کارزار چھوڑ دیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ صوبہ ہرات کے جیالے مجاہدوں نے ثابت کر دکھایا ہے کہ وہ اپنے دین اور وطن کے دشمنوں

کے خلاف آگاہ مومن مجاہد تھے۔ اور ہیں ۔ کسی بھی قسم کی تکلیف انہیں اپنے جہادی مشن سے مانع نہ کر سکی ۔ نہ یہ کہ دس ہزار شہیدوں کے نذرانے ۲۴ حوت کے دن بلکہ ہزارہا دوسرے مجاہد شہداء ہر دن، ہر ماہ اور ہر سال صوبہ ہرات کے گرم مورچوں میں سے اللہ تعالیٰ کے حضور نذرانے پیش کئے جا رہے ہیں ۔ لیکن کبھی ہمارے مغربی محاذوں کے دلیر مجاہدوں خصوصاً صوبہ ہرات کے مجاہدین نہایت شوق و ذوق کے ساتھ اپنے جہادی مشن کو آگے بڑھا رہے ہیں ۔

ہم ۲۴ حوت کے شہداء کی پاک ارواح کو اور صوبے ہرات کے سبھی شہیدوں اور افغانستان کے گوشے گوشے میں شہید ہونے والے جانبازان اسلام کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے خداوند بزرگ سے دعا مانگتے ہیں کہ اے اللہ ج تو انہیں صدیقین کا مقام عطا فرما ۔ آمین

مجھے یقین ہے کہ شہداء کے ورثاء جو آج بھی خون اور شہادت کے گرم مورچوں میں اپنی ایمانی ذمہ داری نبھانے کے لیے چوکس بیٹھے ہیں ۔ اسی فروزاں مشعل کو جو ۲۴ حوت کے دن ہمارے دلیر مجاہدوں نے یا اس کے بعد جو آج تک افغانستان کے کونے کونے میں ہمارے مجاہد عوام نے جلائی ہے اسے ہمیشہ کے لیے فروزاں رکھا جائے گا ۔

مجھے یقین ہے کہ ہمارے شہداء یہ دیکھ کر نہایت مسرور اور اظہار خوشی کر رہے ہوں گے کہ ان کے ورثاء بھی ان کے نقش قدم پر چل کر جہاد کے گرم مورچوں کو خالی نہیں چھوڑتے ۔ آج ہمارے جہادی مورچوں کا پیغام اللہ تعالیٰ ان تک پہنچا رہا ہے ۔

« یا لیت قومی یعلمون بما غفر لی ربی وجعلنی من المکرمین الایۃ ۔

شہداء کرام کی یہی آرزو تھی کہ ان کا یہ پیغام جہاد کے گرم مورچوں کے محافظین اور مجاہدین کو پہنچایا جائے ۔ آج بھی وہی پیغام ہمارے جہاد کے مورچوں میں زندہ و تابندہ موجود ہے ۔ ہمارے دلیر مجاہد عوام ہر محاذ پر دشمن کو منہ توڑ جواب دے رہے ہیں ۔ آج ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ خون آشام دشمن شکست کھا کر اب اپنی شکست اور ناکامی کا اعتراف کر رہا ہے ۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ دشمن کے لب و لہجہ میں کافی تبدیلی آ چکی ہے ۔ بے رحم دشمن اور خونی جلاد آج دوستی کا ہاتھ ہماری طرف بڑھا رہا ہے ۔ کل یہی ہاتھ ہمارے مظلوم مسلمان عوام کے سروں پر کوڑے برسا رہے تھے ۔ آج وہی ہاتھ صلح و دوستی کے نام ہماری طرف بڑھا رہے ہیں ۔ جنگ بندی کی پیشکش کر کے قومی مصالحت کا مطالبہ کر رہے

دشمن اب اس حقیقت کے معترف ہو چکے ہیں کہ افغان مجاہدین میں اتنی قوت و ہمت موجود ہے کہ انہیں بزور نیزہ مغلوب نہیں کیا جا سکتا ۔ —— استاد ربانی ——

ہیں ۔ اپنی فوجوں کے انخلاء کا ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں ۔ اور ہر جگہ یہ سرو صدا بلند کر رہے ہیں ۔ کہ گویا ہم اور جنگ کرنا نہیں چاہتے ۔ بلکہ ہم چاہتے ہیں کہ افغانستان میں صلح اور پائیدار امن بحال ہو جائے جب کہ روسی سفاک دشمن کی طبیعت میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے ۔ اور افغانستان میں آج بھی روس کے بے مایہ مزدوروں کی غلامی کی مزاج میں کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوئی کہ وہ آج یہ اتحکانہ دکھا رہے ہیں ۔

ظالم اور بے رحم روسی کبھی کسی پر رحم نہیں کرتے لیکن آج انہیں ہو کیا گیا کہ ان میں اچانک جبری اور بنیادی تبدیلی آئی ہے ؟

جیسا کہ دیکھا جا چکا ہے کہ وہی جلاد جو آج صلح و دوستی کا نعرہ لگاتے پھر رہے ہیں ۔ وہ اصلاً جہاد اور مجاہدین کو کوئی اہمیت نہیں دیا کرتے تھے ۔ اور اب اعتراف کرتے ہوئے سرکاری سطح پر یہ اعلان کر رہے ہیں کہ جب تک افغان مجاہدین افغان حکومت میں شامل نہ ہوں افغانستان میں پائیدار امن کا بحال ہونا ناممکن ہے ۔ اس تبدیلی کا اصل منشا ہمارے متداوم جہاد